بانی
مولانا سید محمد ریاست علی قادری رحمۃ اللہ علیہ

زیرِ سرپرستی
پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مدظلہ العالی

علامہ شاہ تراب الحق قادری
الحاج شفیع محمد قادری
علامہ ڈاکٹر حافظ عبدالباری
منظور حسین جیلانی
حاجی عبداللطیف قادری
ریاست رسول قادری
حاجی حنیف رضوی
کے . ایم . زاھد

سرکولیشن
محمد فرحان الدین قادری
سید محمد خالد قادری

کمپوزنگ
شیخ ذیشان احمد قادری

ھدیہ فی شمارہ =/15 روپیہ، سالانہ 150 روپیہ، بیرونی ممالک =/10 ڈالر سالانہ، لائف ممبرشپ -/300 ڈالر

نوٹ: رقم دستی یا بذریعہ منی آرڈر / بینک ڈرافٹ بنام "ماہنامہ معارف رضا" ارسال کریں، چیک قابل قبول نہیں

25 جاپان مینشن، رضا چوک (ریگل) صدر، کراچی (74400)، فون: 021-7725150
فیکس: 021-7732369، ای میل: marifraza@hotmail.com

(پبلشرز مجید اللہ قادری نے باہتمام حریت پرنٹنگ پریس، آئی آئی چندریگر روڈ، کراچی سے چھپوا کر دفتر ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل کراچی سے شائع کیا)

آئینہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اپنی بات

صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری

اصدق الصادقین سید المتقین

قارئین کرام! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

حضرت سیدنا شیخ ابوعبداللہ محمد بن سلیمان الجزولی قدس سرہٗ دلائل الخیرات شریف میں ایک حدیث روایت فرماتے ہوئے تحریر کرتے ہیں کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے ایک خواب دیکھا کہ میرے گھر میں تین چاند اترے ہیں، میں نے یہ خواب اپنے والد ماجد سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کیا تو انہوں نے فرمایا اے عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) تمہارے گھر میں تمام زمین والوں سے افضل تین ذوات مقدسہ مدفون ہوں گی۔ جب آقاؤ مولیٰ سید عالم ﷺ دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد حجرۂ عائشہ میں آرام فرما ہوئے تو سیدنا ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ام المؤمنین رضی اللہ عنہا سے فرمایا (یہ تمہارے اس خواب کی تعبیر ہے) یہ تمہارے ان تین ماہتابوں سے ایک ہیں اور یہ کائنات میں سب سے افضل ہیں۔ صلی اللہ علیہ والہ وصحبہ وسلم کثیراً

پھر جب ۲۲ / جمادی الاخریٰ ۱۳ھ کو عاشق صادق، فنافی الرسول، حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جامِ شہادتِ عشق نوش فرمایا تو یہ حبیبِ رسول ﷺ، اپنے محبِ کریم ﷺ کی اجازت سے ان کے پہلو میں آرام فرمائے ریاض الجنۃ ہوگئے۔ تقریباً دس برس بعد حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرتبۂ شہادت پر فائز ہوکر سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدموں میں آرام فرما ہوئے اس تقرب سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ افضل البشر بعد الانبیاء ہیں۔ بحیثیت مومن کسی کی صحابیت سے ہمیں انکار نہیں بلکہ اس پر ہمارا ایمان ہے، لیکن سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ واحد صحابی ہیں جن کو یہ شرف حاصل ہے کہ خالقِ کائنات نے وحی الٰہی کی زبانِ حق ترجمان سے اِذْهُمَا فِي الْغَارِ اِذْيَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَاتَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ج (۹/۴۰) کے الفاظ سے اختصاص کے ساتھ ان کی صحابیت کا اعلان فرما کر ان کے عشق اور ذات مصطفوی علی صاحبھا التحیۃ والثناء کے ساتھ ان کی شیفتگی اور بے مثال لگاؤ پر مہرِ تصدیق ثبت کردی۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے آپ کو بے شمار صفاتِ حمیدہ سے متصف فرمایا تھا جن کے بیان کی یہ چند سطور متحمل نہیں ہوسکتیں، یوں سمجھ لیں کہ اس جہانِ فانی میں انسان جس مقصد یعنی شعوری عبادت کے لئے بھیجا گیا ہے اور اس کے لئے جن تین امور دینیہ، اسلام، ایمان، احسان پر عمل پیرا ہونے کی ضرورت ہے، مرشد کائنات ﷺ نے اس کا عملی نمونہ اپنے اسوۂ حسنہ میں پیش فرما کر اپنے عشاق اور جانثار ساتھیوں (صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کی عملی تربیت کا اہتمام کیا۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس اسوۂ حسنہ کے آئینۂ اکمل واتم ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی ذات مقدسہ تصدیق وایمان، صدق وصفا، اخلاص ومعرفت، توکل وقناعت صبر ورضا، خوف وورع، ذکر وشکر، تقویٰ وطہارت، فکر ومراقبہ، جہاد ومجاہدہ، شرم وحیا، تعظیم وتوقیر، عشق ومحبت، توجہ الی اللہ، صدق مع اللہ، حسنِ خُلق مع خَلق اللہ جیسی صفات عالیہ کا پیکرِ اتم تھی اور آپ کا قلب وقالب رذائل باطنی مثلاً ریا، عجب، حسد، کینہ، تکبر، محبتِ دنیا، حرص، بخل، غضب، حبِ مدح وجاہ وشہرت سے متخلّی تھا۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابیت کے اعلیٰ منصب پر فائز تھے لیکن اگر ان کی مذکورہ صفاتِ حمیدہ، صفائے قلب لباسِ فقر اور درویشانہ زندگی کے پیش نظر انہیں اسلام کا پہلا صوفی اور تصوف کا امامِ اعظم قرار دیا جائے تو قطعاً بے جا نہ ہوگا۔ ان صفات حمیدہ سے ابتداء ہی سے متصف ہونے کی وجہ سے آپ کی کنیت ابوبکر تھی ''کنی ابو بکر لابتکارہ بالخصال الحمیدہ'' قرآن مجید کی متعدد آیات اور احادیث مبارکہ میں آپ کا ذکر آیا ہے اور فضائل بیان کیے گئے ہیں، آپ کے لفظِ عتیق سے ملقب ہونے کی وجہ بعض سیرت نگاروں نے آپ کا خوبرو ہونا اور خوشنما شخصیت بتائی ہے لیکن اصل وجہ آپ کے بارے میں آقاؤ مولیٰ ﷺ کا یہ ارشاد ہے:

''(اے ابوبکر) تو آتشِ دوزخ سے آزاد ہے''

عتیق کے معنی ہیں ''آزاد''۔''صدیق'' کا لقب سرمدی راجح قول کے مطابق واقعہ معراج کی تصدیق کرنے پر خود سید عالم ﷺ نے آپ کو بحکم وحی الٰہی مرحمت فرمایا۔ابونعیم کی حلیۃ الاولیاء میں روایت آئی ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا:

فو اللہ ماطلعت الشمس ولا غربت علیٰ احد افضل من ابی بکر

''بخدا سوائے نبی کے آفتاب کسی ایسے شخص پر طلوع یا غروب نہیں ہوا جو ابوبکر سے زیادہ افضل ہو''

صحاح میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو حدیث مروی ہے کہ آپ کی ایک نیکی حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ساری نیکیوں کے برابر ہے، یہ ایک نیکی وہی تھی جس کو عشقِ مصطفیٰ ﷺ کہتے ہیں، جس کی بناء پر آپ نے مدعیان نبوت کا ذبہ کو جہنم رسید کیا، ارتداد کی آگ بجھائی، مانعین زکوٰۃ سے قتال کیا، مجبور و مظلوم غلاموں کو قید سے آزادی دلائی، سید عالم ﷺ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اپنی تمام دولت اور کل اثاثہ نذرشاہ (ﷺ) کر کے فرمایا۔

پروانے کو چراغ اور بلبل کو پھول بس   صدیق کیلئے ہے خدا اور رسول ﷺ بس

پوری امت کو قرآنِ کریم کے ایک نسخے پر متفق کر کے قیامت تک کیلئے وحدتِ بے مثال قائم کی اور یہ ثابت کر دیا کہ ''عشق'' محبوب کی ہستی، محبوب کی ادا و حکم اور اس کے نظام کے علاوہ کچھ اور گوارا نہیں کرسکتا۔حضرت امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ الخلفاء میں دینوری اور ابن عساکر کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چار ایسے خصائص سے نوازا ہے جو ان کے علاوہ کسی اور کو عطا نہیں فرمائے:

(۱) آپ کو ''صدیق'' کا مبارک لقب عطا فرمایا۔

(۲) رسول اللہ ﷺ کا ''یارِ غار'' بنا کر بارگاہِ رسالتمآب میں آپ کے تقرب اور آپ کی خصوصی صحابیت کا اعلان فرمایا۔

(۳) آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہجرت کا ساتھی بنایا اور

(۴) حضور اکرم ﷺ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی موجودگی میں نماز کی امامت عطا فرمائی۔

بخاری شریف کی حدیثِ مبارکہ ہے کہ سید عالم ﷺ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مال کو اپنے مال کی طرح تصرف فرماتے تھے، اسی لئے یہ بھی ارشاد فرمایا گیا کہ ''میں نے سب کے احسانات کا بدلہ چکا دیا ہے، لیکن ابوبکر کے احسانات کی جزاء قیامت کے دن اللہ مالک و مولیٰ عطا فرمائے گا'' (مفہوم) اور وہ جزا کیا ہوگی؟ ترمذی شریف کی اس حدیث پاک کو مدنظر رکھیے:

''اے ابوبکر تم کو اللہ تعالیٰ نے سب سے بڑی خوشنودی سے سرفراز فرمایا، انہوں نے دریافت کیا، یا رسول اللہ سب سے بڑی خوشنودی کیا ہے؟ فرمایا! اللہ تعالیٰ مخلوق کے واسطے عام تجلی فرمائے گا، لیکن تمہارے واسطے خاص تجلی''

پس یہی مخصوص تجلی آپ کے ''عشقِ نبی'' کا صلہ ہے، جس سے صرف آپ ہی نوازے جائیں گے اور وہ قلبِ پاک آپ ہی کا ہوگا جو اس جلوۂ خاص کی تاب لا سکے گا ''عشقِ مصطفیٰ'' نے ''دلِ صدیق'' کو مظہر نورِ خدا بنا دیا، یہ منبعِ عطا، آقائے دوجہاں ﷺ کا کرم ہے۔

سایۂ مصطفیٰ پایۂ اصطفا   عزّ و نازِ خلافت پہ لاکھوں سلام

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمارے ملک پاکستان کے عامۃ المسلمین خصوصاً یہاں کے حکمرانوں کو نقشِ قدمِ خلیفۃ الرسول سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے تاکہ ہمارا یہ ملک جو اسلام کے نام پر لاکھوں مسلمانوں کی جان، مال اور عزت و آبرو کی قربانیوں کے بعد حاصل کیا گیا اور جو آج کل بدمذہبیت، الحاد اور فحاشی و عریانیت کے دلدادہ ارباب حل و عقد کا تختۂ مشق بنا ہوا ہے، نظامِ مصطفیٰ ﷺ کی تجلیات سے بہرور ہو کر عالمِ اسلام کے مسلمانوں کے لئے فیوض و برکات کا منبع و مرکز بن جائے۔آمین بجاہِ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وبارک وسلم۔

☆☆☆

معارفِ قرآن
تفسیر رضوی

النبی البشیر الشفیع صلی اللہ علیہ وسلم *

اعلیٰ حضرت امام احمد رضاخاں قادری بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ الْبَصِیْرِ السَّمِیْعِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَی الْبَشِیْرِ الشَّفِیْعِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ کُلَّ مَسَاءٍ سطیع

بعض حضرات سوال کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کا شفیع ہونا کس آیت وحدیث سے ثابت ہے۔

سبحان اللہ ایسے سوال سن کر کتنا تعجب آتا ہے کہ مسلمان و مدعیان سنیت اور ایسے واضح عقائد میں تشکیک کی آفت، یہ بھی قرب قیامت کی ایک علامت ہے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

احادیث شفاعت بھی ایسی چیز ہیں جو کسی طرح چھپ سکیں۔ بیسیوں صحابہ، صدہا تابعین، ہزارہا محدثین، ان کے راوی، حدیث کی ہرگونہ کتابیں، صحاح، سنن، مسانید، معاجم، جوامع، مصنفات، ان سے مالا مال۔ اہلسنت کا ہر متنفس، یہاں تک کہ زنان واطفال، بلکہ دہقانی جُہال بھی اس عقیدے سے آگاہ، خدا کا دیدار، محمد ﷺ کی شفاعت ایک ایک کی زبان پر جاری صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَبَارَکَ وَ شَرَّفَ وَمَجَّدَوَکَرَّمَ فقیر غفر اللہ تعالیٰ نے رسالہ ''سَمْعٌ وَطَاعَۃٌ لِاَحَادِیْثِ الشَّفَاعَۃِ'' میں بہت کثرت سے ان احادیث کی جمع و تلخیص کی ہے یہاں بہ نہایت اجمال صرف چالیس حدیثوں کی طرف اشارت اور ان سے پہلے چند آیات قرآنیہ کی تلاوت کرتا ہوں:

آیت اولیٰ: قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًامَّحْمُوْدًا (الاسراء:۷۹/۱۷)

صحیح بخاری شریف میں ہے حضور شفیع المذنبین ﷺ سے عرض کی گئی: مقام محمود کیا چیز ہے؟ فرمایا ھُوَالشَّفَاعَۃُ وہ شفاعت ہے۔

آیت ثانیہ: وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی (والضحیٰ:۵/۹۳)

اور قریب تر ہے تجھے تیرا رب اتنا دے گا کہ تو راضی ہوجائے گا۔ دیلمی مسند الفردوس میں امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے راوی جب یہ آیت اتری حضور شفیع المذنبین ﷺ نے فرمایا اِذًنْ لَا اَرْضٰی وَوَاحِدٌ مِنْ اُمَّتِیْ فِی النَّارِ یعنی جب اللہ تعالیٰ مجھ سے راضی کردینے کا وعدہ فرماتا ہے تو میں راضی نہ ہوں گا اگر میرا ایک امتی بھی دوزخ میں رہا اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَیْہِ طبرانی اوسط اور بزاز، مسند میں اس جناب مولیٰ المسلمین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور شفیع المذنبین ﷺ فرماتے ہیں:

اَشْفَعُ لِاُمَّتِی حَتّٰی یُنَادِیْنِیْ رَبِّیْ اَرَضِیْتَ یَا مُحَمَّدُ فَاَقُوْلُ اَیْ رَبِّ رَضِیْتُ ط

میں اپنی امت کی شفاعت کروں گا یہاں تک کہ میرا رب پکارے گا اے محمد تو راضی ہوا؟ میں عرض کروں گا اے رب میرے، میں راضی ہوا

آیت ثالثہ: قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَاسْتَغْفِرْلِذَنْبِکَ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ (محمد:۱۹/۴۷)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کو حکم دیتا ہے کہ مسلمانوں مردوں اور مسلمان عورتوں کے گناہ مجھ سے بخشواؤ۔ اور شفاعت کاہے کا نام ہے؟

آیت رابعہ: قَالَ اللّٰہ تَعَالٰی وَلَوْاَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ جَاءُ وْکَ فَاسْتَغْفَرُوْااللّٰہَ وَاسْتَغْفَرَلَھُمُ الرَّسُوْل لوجدو اللّٰہ تَوَّابًارَّحِیْمًا(النساء:۶۴/۴)

اور جب اپنی جانوں پر ظلم کریں تیرے پاس حاضر ہوں پھر خدا سے استغفار کریں اور رسول ان کی بخشش مانگے تو بیشک اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں

اس آیت میں مسلمانوں کو ارشاد فرماتا ہے اگر گناہ ہوجائے تو اس نبی کی سرکار میں حاضر ہو، اور اس سے درخواستِ شفاعت کرو، محبوب تمہاری شفاعت فرمائے گا تو ہم یقیناً تمہارے گناہ بخش دیں گے۔

آیت خامسہ: قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَاِذَا قِیْلَ لَھُمْ تَعَالَوْا یَسْتَغْفِرْ لَکُمْ رَسُوْلُ اللّٰہِ لوقد وارُؤسَھُمْ (المنافقون:۵/۶۳) جب ان منافقوں سے کہا جائے آؤ رسول اللہ تمہاری مغفرت مانگیں تو اپنے سر پھیر لیتے ہیں۔ اس آیت میں منافقوں کا حالِ بدمآل ارشاد ہوا کہ وہ حضور شفیع المذنبین ﷺ سے شفاعت نہیں چاہتے۔ پھر جو آج نہیں چاہتے وہ کل نہ پائیں گے اور جو کل نہ پائیں گے وہ ''کل'' نہ پائیں گے۔ اللہ دنیا و آخرت میں انکی شفاعت سے ہمیں بہرہ مند فرمائے:

حشر میں ہم بھی سیر دیکھیں گے ... منکر آج ان سے التجانہ کرے

وصلی اللہ تعالیٰ علی شفیع المذنبین و آلہ وصحبہٖ وحزبہٖ اجمعین

* (ماخوذ از فتاویٰ رضویہ (قدیم) ج ۱۱، ص ۱۳۴)

۳- دین حق

مرتبہ: علامہ محمد حنیف خان رضوی *

گذشتہ سے پیوستہ

(۳) دین میں آسانی بہتر ہے

۳۷- عن عمران بن حصین رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ ﷺ! "خیر دینکم أیسرہ". (فتاویٰ رضویہ ۲/۱۱۹)

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تمہارا بہتر دین وہ ہے جس میں آسانی ہو۔

۳۸- عن أمیر المؤمنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ ﷺ! إِیَّاکُمْ وَالتَّعَمُّقَ فِی الدِّیْنِ، فَإِنَّ اللّٰہَ قَدْ جَعَلَہٗ سَھْلًا فَخُذُوْا مِنْہُ مَا تُطِیْقُوْنَہٗ، فَإِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یُحِبُّ مَادَامَ مِنْ عَمَلٍ صَالِحٍ وَإِنْ کَانَ یَسِیْراً (فتاویٰ رضویہ ۲/۱۱۹)

امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا! دین میں زیادہ باریکیاں نکالنے سے بچو کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو آسان بنایا ہے۔ لہٰذا جس کی طاقت ہو وہ کرو، کیونکہ اللہ تعالیٰ اس نیک عمل کو محبوب رکھتا ہے جس میں مداومت ہو اگرچہ وہ عمل تھوڑا ہو۔ ۱۲م

وفی الباب عن أنس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۴) آسانی پیدا کرو دشواری نہیں

۳۸- عن أبی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ ﷺ:
"إِنَّمَا بُعِثْتُمْ مُیَسِّرِیْنَ وَلَمْ تُبْعَثُوْا مُعَسِّرِیْنَ" (فتاویٰ رضوی ۲/۱۱۹)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"تمہیں آسانی کیلئے بھیجا گیا ہے، دشواری کیلئے نہیں" (۱۲م)

(۵) حضور آسان دین لائے

۳۹- عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال: قال رسول اللہ ﷺ!

"بُعِثْتُ بِالْحَنِیْفِیَّۃِ السَّمْحَۃِ، وَمَنْ خَالَفَ سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّیْ" (فتاویٰ رضویہ ۲/۱۴۲)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"مجھے نرمی والا دین لیکر مبعوث کیا گیا، تو جس نے میری سنت کی مخالفت کی وہ مجھ سے نہیں"۔ ۱۲م

(۶) اللہ تعالیٰ کو دین حنیف پسند ہے

۴۰- عن عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال: قال النبی ﷺ!

"أَحَبُّ الْأَدْیَانِ إِلَی اللّٰہِ الْحَنِیْفِیَّۃُ السَّمْحَۃُ"

(فتاویٰ رضویہ ۲/۱۱۹)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(ماخوذ از: جامع الاحادیث للشیخ امام احمد رضا علیہ الرحمہ)

*(پرنسپل جامع نوریہ رضویہ، بریلی شریف)

''اللہ تعالیٰ کو نرمی والا دین حنیف پسند ہے''۔

(۷) حق کو کوئی چیز باطل نہیں کرتی

۴۱-عن أبی العوام البصری قال: قال أمیر المؤمنین عمر الفاروق رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه:

إنَّ الْحَقَّ قَدِیْمٌ لَا یُبْطِلُ الْحَقَّ شَیْءٌ، مُرَاجَعَةُ الْحَقِّ خَیْرٌ مِّنَ التَّمَادِیْ فِی الْبَاطِلِ ۔(فتاویٰ رضویہ ۷/۵۱۰)

حضرت ابو العوام بصری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا:

''بیشک حق قدیم ہے، حق کو کوئی چیز باطل نہیں کرتی، حق کی طرف رجوع باطل پر قائم رہنے سے بہتر ہے''

یہ فرمان حضرت امیر المؤمنین نے اپنے قاضی ابو موسیٰ اشعری کو ارسال فرمایا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہما،

حوالہ جات

(۳۶) المعجم الکبیر للطبرانی، ۱۸/۲۳۰
☆ مجمع الزوائد للهیثمی، ۱/۶۰
فتح الباری للعسقلانی، ۱/۹۴
☆ جامع العلم لابن عبدالبر، ۱/۲۱
الفقیه و المتفقه للخطیب، ۱/۲۲
☆ المعجم الصغیر للطبرانی، ۲/۱۰۷
التفسیر للقرطبی، ۱۲/۹۹
☆ المعجم الصغیر للطبرانی، ۲/۱۰۷
التفسیر للقرطبی ۱۲/۹۹
☆ کنزالعمال للمتقی، ۵۳۵۲، ۳-۳۶
(۳۷) الجامع الصغیر للسیوطی، ۱/۱۷۵
☆ کنزالعمال للمتقی، ۵۳۴۸، ۳/۳۵
(۳۸) الجامع الصحیح للبخاری، الوضوء، ۱/۳۵
☆ السنن لابی داؤد، الطهارة، ۱/۵۴
الجامع للترمذی، الطهارة، ۱/۲۱
☆ السنن للنسائی، الطهارة، ۱/۹
المسند لاحمد بن حنبل، ۲۸۲، ۲/۲۳۹
☆ المسند للحمیدی، ۹۳۴
السنن الکبری للبیهقی، ۲/۴۲۸
☆ فتح الباری للعسقلانی، ۱/۳۲۳
التمهید لابن عبدالبر، ۱/۳۱۳
☆ الترغیب والترهیب للمنذری، ۳/۴۱۷
الشفا للقاضی عیاض، ۲/۴۹۷
☆ کنزالعمال لعلی المتقی، ۴۸۳۶، ۲/۶۲۸
الجامع الصغیر للسیوطی، ۱/۱۵۵
☆
(۳۹) المسند لاحمد بن حنبل ۵/۲۶۶
☆ الطبقات الکبری لابن سعد، ۱/۱۲۸
التفسیر للقرطبی، ۱۹/۳۹
☆ الاتحافات السنیة، ۹/۱۸۴
التفسیر لابن کثیر، ۱/۳۱۲
☆ تاریخ بغداد للخطیب، ۷/۲۰۹
کشف الخفاء للعجلونی، ۱/۲۵۱
☆ تلبیس ابلیس لابن الجوزی، ۲۸۹
(۴۰) الجامع الصحیح للبخاری، الایمان، ۱/۱۰
☆ السنن للنسائی، الایمان، ۲/۲۳۳
فتح الباری للعسقلانی، ۱/۹۳
☆ الدرالمنثور للسیوطی، ۱/۱۴۰
الجامع الصغیر للسیوطی، ۱/۱۹
☆ شرح السنة للبغوی، ۴/۴۷
اتحاف السادة للزبیدی، ۹/۱۸۴
☆ کشف الخفاء للعجلونی، ۱/۵۲
السلسلة الصحیحة للالبانی، ۱۸۸
☆
(۴۱) السنن للدار قطنی، ۲/۵۱۲
☆

☆☆☆

محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات

مولانا صابر القادری نسیم بستوی*

﴿پانچویں قسط﴾

جبہ شریف کی برکت:

مسلم شریف میں اسماء بنت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک جبہ نکالا اور کہا کہ اس کو رسول اللہ ﷺ زیب تن فرمایا کرتے تھے۔ ہم اس کو دھو کر اس کا پانی بیماروں کو پلاتے ہیں اور بدن میں لگاتے ہیں جس سے ان کو شفا ہو جاتی ہے۔ (نسیم الریاض)

زبان پاک کی برکت:

طبرانی نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک بار حضرت امام حسن اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما پیاس کی شدت سے رو رہے تھے۔ حضور ﷺ نے اپنی زبان مبارک ان کے منہ میں دیدی، انہوں نے چوس لی، ان کی پیاس کو تسکین ہوئی اور رونا بند کر دیا۔ (نسیم الریاض)

آب دہن شریف کی خوشبو:

بیہقی نے دلائل النبوۃ اور ابن عبد البر نے استیعاب میں ام عاصم سے روایت کی ہے کہ ہم عتبہ کی تین بیویاں ہمیشہ عمدہ عمدہ خوشبو لگاتی تھیں مگر عتبہ بن فرقد کے جسم سے ایسی خوشبو آتی تھی کہ ہماری خوشبو پر ہمیشہ غالب رہتی۔ ہم نے اس کا سبب پوچھا تو انہوں نے اس کی وجہ بتاتے ہوئے کہا:

''ایک بار میں بیمار ہوا تھا تو حضور ﷺ نے مجھے اپنے سامنے بٹھا کر، میرے کپڑے اتروا کر اپنا لعاب دہن مبارک ہتھیلیوں میں لگا کر میرے پیٹھ اور میرے پیٹ پر پھیر دیا تھا''۔ (نسیم الریاض)

نابینا، بینا ہو گیا:

عثمان بن حنیف راوی ہیں کہ ایک نابینا نے حضور پر نور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا:

''یارسول اللہ دعا فرمایئے کہ میری اندھی آنکھوں میں بینائی آ جائے، آپ ﷺ نے اس سے فرمایا! کہ (پہلے) اچھی طرح وضو کرو پھر دو رکعت نماز پڑھو، اس کے بعد یہ دعا پڑھو:

اللھم انی اسئلک واتوجہ الیک نبیک محمد نبی الرحمۃ یامحمد انی اتوجہ بک الی ربک ان یکشف عن بصری اللھم شفعہ

''یا اللہ میں تجھ سے درخواست کرتا ہوں اور تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں، تیرے نبی رحمت محمد ﷺ کی برکت سے۔ اے محمد (ﷺ) میں حضور کی برکت و رحمت کے وسیلے سے آپ کے پروردگار کی جانب متوجہ ہوتا ہوں، اس لئے میری بینائی کھولدے، الٰہی محمد (ﷺ) کی

*(معروف شاعر اور مصنف)

شفاعت میرے...... حق میں قبول فرمایا'' (ترمذی، نسائی وغیرہ)

حضور انور ﷺ کے حکم کے مطابق اس نابینا نے وضو کر کے دو رکعتیں ادا کیں اور مذکورہ دعا پڑھی اسی وقت ان کی آنکھیں روشن ہو گئیں۔

یہ حدیث پاک اکثر محدثین نے صحیح سندوں کے ساتھ نقل کی ہے جو مقصود و مطلوب کی تکمیل کیلئے بے حد آزمودہ اور مجرّب ہے اکثر ان یکشف عن بصری کی جگہ اور روایتوں میں ''فی حاجتی ھذہ یقضی'' وارد ہے کہ یہ عبارت ہر حاجت کو شامل ہے۔

حضرت عثمان بن حنیف اور ان کے بیٹے اس بابرکت دعا کو حل مشکلات و قضائے حاجات کے لئے تعلیم کیا کرتے تھے اس کے حیرت انگیز اثرات و برکات کے متعلق بہت سے حکایتیں منقول ہیں۔

زہر کا اثر جاتا رہا:

زرین نے روایت کی ہے کہ ایک دن حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر ہوا۔ اس پر وہ رونے لگے اور نہایت حسرت و یاس کے ساتھ کہنے لگے:

''کاش میرے سارے اعمال حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک دن کے عمل اور ایک رات کے برابر ہوں، ان کی زندگی کی وہ اہم رات جس میں وہ پیغمبر اسلام ﷺ کے ساتھ غار ثور کی جانب گئے۔ غار میں پہنچ کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا، حضور آپ غار کے اندر تشریف نہ لے جائیں، پہلے میں اس میں داخل ہوتا ہوں جس سے اگر غار کے اندر کوئی موذی ہو تو اس کا صدمہ مجھے پہنچے، حضور ﷺ کو کچھ تکلیف و ایذا نہ ہو۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غار میں جا کر اس میں جھاڑو دی اور اس کے تمام سوراخوں کو اپنی ازار پھاڑ کر اس کے ٹکڑوں سے بند کر دیا، دو سوراخ بند ہونے سے باقی رہ گئے تو ان میں انہوں نے اپنے دونوں پاوں اڑا دیئے۔ پھر حضور ﷺ سے عرض کیا ''تشریف لائیے'' آپ ﷺ ابوبکر کی گود میں سر رکھ کر آرام فرمانے لگے، اسی حالت میں ایک سوراخ سے سانپ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاؤں میں ڈس لیا مگر انہوں نے بپاس ادب اپنی جگہ سے جنبش نہ کی کہ کہیں حضور ﷺ کے آرام میں کوئی خلل نہ واقع ہو۔ زہر کے صدمہ و تکلیف سے ان کی آنکھوں سے آنسو بہہ کر حضور کے چہرۂ مبارک پر گرے جس سے آپ بیدار ہو گئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان کا حال دریافت فرمایا، انہوں نے عرض کیا، یارسول اللہ! آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں، مجھے سانپ نے کاٹ لیا ہے، حضور جانِ مسیحا، دردمندوں کے ملجا و ماویٰ ﷺ نے جہاں سانپ نے ڈس لیا تھا اس جگہ پر اپنا لعابِ دہن لگا دیا۔ اسی دم فوراً زہر کا اثر جاتا رہا۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ حضور اکرم ﷺ کے دو مشہور معجزات کا اپنے الفاظ میں یوں منظوم تذکرہ کرتے ہیں ۔

مولیٰ علی نے واری تری نیند پر نماز
وہ بھی نمازِ عصر جو اعلیٰ خطر کی ہے
صدیق بلکہ غار میں جان اپنی دے چکے
اور حفظِ جاں تو جان فروض غرر کی ہے

اس کے بعد ان دونوں واقعات سے جو نتیجہ اخذ کرتے ہیں وہ ہمارا عقیدہ و ایمان ہے ۔

ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں
اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے

(باقی آئندہ)

معارف القلوب ۔ گزشتہ سے پیوستہ

اظہار تمنا کے انداز

آدابِ دعا اور اسبابِ اجابت

مصنف: رئیس المتکلمین حضرت علامہ نقی علی خان علیہ الرحمۃ الرحمٰن
شارح: امام احمد رضا خان محدثِ بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان
محشی: مولانا عبدالمصطفیٰ رضا عطاری

ابوالشیخ نے کتاب الثواب میں ابودردا رضی اللہ عنہ سے روایت کی، حضور اقدس ﷺ نے فرمایا!

اغتنموادعوۃ المؤمن المبتلی

''مسلمان مبتلاء کی دعا غنیمت جانو''

فائدہ: جب مطلب حاصل ہو، اسے خدائے تعالیٰ کی عنایت و مہربانی سمجھے۔ اپنی چالاکی و دانائی نہ جانے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اِذا مَسَّ الانسانَ ضُرٌّ دعَانَا ثُمَّ اِذا خَوَّلْنٰهُ نِعمَةً مِّنَّا قَالَ اِنَّمَا اُوْتِیْتُهٗ عَلٰی عِلْمٍ ؁ (۱۳۸)

''جب آدمی کو تکلیف پہنچتی ہے ہم سے دعا کرتا ہے، پھر جب ہم اسے نعمت دیتے ہیں، کہتا ہے یہ مجھے اپنی دانائی سے ملی''

بَلْ هِیَ فِتْنَةٌ (۱۳۹) ''بلکہ وہ نعمت آزمائش ہے''

کہ دیکھیں ہمارا احسان مانتا ہے یا نہیں۔

وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ؁ (۱۴۰)

''لیکن بہت لوگ نہیں جانتے''

اور اس نعمت کو اپنی دانائی کا نتیجہ سمجھتے ہیں۔ ایسا شخص پھر اگر دعا کرتا ہے، قبول نہیں ہوتی۔ جو کریم کا احسان نہیں مانتا، لائقِ عطا نہیں۔ مستوجبِ سزا ہے۔

مَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِیْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا۔ (۱۴۱)

''جو ہماری یاد سے منھ پھیرے، اس کیلئے ہے تنگ زندگانی''

قولِ رضا: ظاہر ہے کہ جب نعمت ملے، شکر واجب ہے کہ قائم رہے اور زیادہ ملے۔ حدیث شریف میں ہے ''نعمتیں وحشی ہوتی ہے، انہیں شکر سے مقید کرو''۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ۔ (۱۴۲)

''اور بیشک اگر تم شکر کرو گے، میں تمہیں زیادہ دوں گا''

فائدہ: قولِ رضا: حدیث میں قبول دعا دیکھنے کے وقت یہ دعا پڑھنا ارشاد فرمائی:

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِیْ بِعِزَّتِهٖ وَجَلَالِهٖ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ وَبِهٖ (۱۴۳)

تم فصل الاداب واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب (۱۴۴)

حوالاجات

(۱۳۸) سورۃ الزمر، آیت ۴۹۔

(۱۳۹) سورۃ الزمر، آیت ۴۹۔

(۱۴۰) سورۃ الاعراف، آیت ۱۸۷۔

(۱۴۱) سورۃ طٰہٰ، آیت ۱۲۴۔

(۱۴۲) سورۃ ابراہیم، آیت ۷۔

(۱۴۳) سب خوبیاں اس معبودِ کریم کو جس کی ذات و عزت و جلال ہی پر تمام اچھائیوں کا منتہی ہے۔

(۱۴۴) ختم ہوئی فصلِ آداب اور اللہ عزوجل ہی سب سے زیادہ جاننے والا ہے حق وصواب۔

(ماخوذاز: اَحْسَنُ الوِعَاء لِآدَابِ الدُّعَاء مع شرح ذَیْلُ المُدَّعَا لِاَحْسَنِ الوِعَاء)

اسلام اور سائنس

صحتِ عامّہ کے بعض مسائل

احادیث مبارکہ کی روشنی میں

تحریر: شیخ الحدیث مولانا مفتی محمد عبدالحکیم شرف قادری*

تمہیداً یہ ذہن میں رہے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ:

''جو کچھ رسول تمہیں دیں، لے لو اور جس سے منع کریں اس سے رک جاؤ''۔(الحشر ۵۹/۷)

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''جو کچھ اللہ تعالیٰ نے حلال فرمایا وہ حلال ہے اور جو حرام فرمایا وہ حرام ہے اور ''ماسکت عنه فهو عفو'' اور جس چیز سے سکوت فرمایا ہے وہ معاف ہے''(مشکوٰۃ شریف، عربی ص ۳۶۲)

سانس لینے کا سنت طریقہ کیا ہے......؟

(ناک سے سانس لیا جائے یا منہ سے؟)

جہاں تک راقم کا مطالعہ ہے اس بارے میں سرکار دو عالم ﷺ کا کوئی حکم نہیں مل سکا کہ سانس منہ سے لیا جائے یا ناک سے۔

بیالوجی/علم حیاتیات نے جو یہ بتایا ہے کہ سانس، ناک کے ذریعے لینا چاہیے اور منہ کے ذریعے چھوڑنا چاہیے کیا تو اس سلسلے میں صرف اس قدر ہے کہ اس بارے میں واضح حکم معلوم نہیں ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ منہ سے سانس لیں یا ناک سے، دونوں طرح اجازت ہے اور علم حیاتیات کا بیان کردہ فارمولہ سنت کے مخالف نہیں ہے۔ البتہ حدیث شریف کے اشارات سے ناک کے ذریعے یا منہ کے ذریعے سانس لینے کا ثبوت ملتا ہے۔

(۱) حضرت صفوان بن یعلی رضی اللہ عنہ نے مقام جوانہ میں نبی اکرم ﷺ کی اس وقت زیارت کی جب آپ پر وحی نازل ہو رہی تھی ان کا بیان ہے کہ وھو یغط آپ خراٹے لے رہے تھے (جیسے سویا ہوا آدمی لیتا ہے) (بخاری شریف، عربی، ج ا، ص ۲۰۸) ظاہر ہے کہ سویا ہوا آدمی ناک ہی سے سانس لیتا ہے بشرطیکہ ناک بند نہ ہو

(۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جب تم میں سے ایک شخص نیند سے بیدار ہو پھر وضو کرلے تو اسے چاہیے کہ تین مرتبہ پانی ناک میں چڑھا کر واپس گرائے فان الشیطان یبیت علیٰ خیشومه۔ اس لئے کہ شیطان اس کے نتھنے پر رات گزارتا ہے۔(مشکوٰۃ شریف، عربی، ص ۴۵)

ظاہر ہے کہ ناک کے ذریعے سانس لینے سے فضا میں اڑنے والے ذرات نتھنے میں جم جائیں گے اور ایسی میلی کچیلی جگہیں ہی شیطان کی پسندیدہ ہیں۔ لہٰذا شریعت اسلامیہ نے ناک میں پانی چڑھانا غسل میں فرض اور وضو میں سنت قرار دیا۔ لیکن ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے۔ فنام حتیٰ نفخ آپ سو گئے حتیٰ کے منہ کی جانب سے سانس لیا۔ (مشکوٰۃ شریف، ص ۱۰۶) نفخ کا معنی پھونک مارنے کے ہیں اور پھونک منہ ہی سے ماری جاتی ہے۔ خلاصہ یہ کہ از

*(محقق، مصنف و سابق شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور)

روئے سنت کوئی پابندی نہیں، لیکن علم حیاتیات والوں کی ہدایت پر عمل کیا جائے تو بھی مضائقہ نہیں ہے۔

☆ کیسی فضا میں سانس لینا چاہیے، کیسی آب و ہوا سے اجتناب کرنا چاہیے؟ تو اس بارے میں یہ اصول پیشِ نظر رہے کہ فضا ایسی نہیں ہونی چاہیے جہاں بیماروں کی رہائش ہو، بخاری شریف میں حدیث ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

لا یورد الممرض علی المصح (بخاری شریف، ص۸۵۹)

کسی بیمار کو کسی تندرست پر وارد نہ کیا جائے۔ یعنی جس کمرے میں تندرست رہتا ہو وہاں بیمار کو لے جا کر نہ ٹھہرایا جائے، تاکہ فضا آلودہ نہ ہو جائے۔ صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ قبیلہ ثقیف کے وفد میں ایک جذامی (کوڑھی) تھا نبی اکرم ﷺ نے اسے فرمایا کہ تو واپس جا، ہم نے تجھے بیعت کرلیا۔ (**ارجع فقد بایعناک**) یہ بھی حدیث میں ہے کہ جب تم سنو کہ کسی علاقے میں طاعون ہے تو وہاں داخل نہ ہو۔ (بخاری شریف، ص۸۵۳)

نیز فضا متعفن اور بدبودار نہیں ہونی چاہیے، اسلام میں وضو، مسواک اور ناک میں پانی چڑھانے کی اہمیت روز روشن کی طرح واضح ہے۔ اس طرح انسان کا منہ خوراک کے ذرات سے پاک صاف ہو جاتا ہے۔ بلکہ ان کے اجتماع سے جو منہ میں بدبو پیدا ہوتی ہے وہ بھی دور ہو جاتی ہے۔ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ تمہاری دنیا میں سے تین چیزیں ہمیں پسند ہیں ان میں سے ایک خوشبو۔

(دیکھئے فیض القدیر شرح جامع صغیر، از: امام عبدالرؤف مناوی، ج۳/۲۷۰)

آپ ﷺ کا جسد اقدس اور پسینہ قدرتی طور پر خوشبودار تھا۔ اس کے باوجود خوشبو کا استعمال پسند فرماتے تاکہ ماحول معطر ہو۔ علاوہ ازیں باغ کی کھلی فضا کو پسند فرماتے۔ (مشکوٰۃ شریف، ص۱۵، نیز ص۵۶۳) (بخاری شریف، ص۵۱۹) رسول اللہ ﷺ کو یہ بات سخت ناپسند تھی کہ آپ سے ناپسندیدہ بو محسوس کی جائے۔ (بخاری شریف کتاب الحیل) پیاز اور لہسن کھا کر مسجد کے قریب آنے سے منع فرمایا۔

(مشکوٰۃ شریف ۶۹)

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم خود محنت مشقت کیا کرتے تھے۔ ان ہی کپڑوں میں جمعہ پڑھنے کے لئے آجاتے، جب مسجد میں اکٹھے ہوتے تو انہیں پسینہ آتا اور ان سے مختلف بوئیں اٹھتیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا! کتنا اچھا ہوتا کہ تم اس دن کے لئے غسل کر لیتے (بخاری شریف، ج۱، ص۱۲۳) بلکہ خوشبو لگانے کی بھی ترغیب دی۔

(بخاری شریف، ج۱، ص۱۲۱)

ان احادیث سے صاف پتہ چلتا ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ نے ماحول کو تعفن سے بچانے کا اہتمام کیا ہے اور درس دیا ہے کہ ماحول کو خوشگوار اور معطر بناؤ۔

حدیث شریف میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے مشکیزے کے منہ کو الٹ کر منہ لگا کر پانی پینے سے منع فرمایا:

نهیٰ رسول الله ﷺ اختناث الاسقیة وزاد فی روایة واختناثها ان یقلب رأسها ثم یشرب منه

(مشکوٰۃ شریف، ص۳۷۰)

وجہ یہ ہے کہ بار بار منہ لگا کر پانی پینے سے مشکیزے کے منہ میں بدبو پیدا ہو جائے گی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا کہ:

ان یتنفس فی الاناء او ینفخ فیه (مشکوٰۃ شریف، ص۳۷۱)

یعنی ''برتن میں سانس لیا جائے یا اس میں پھونک ماری جائے''

کہیں ایسا نہ ہو کہ کچھ تھوک پانی میں جا گرے یا آج کی زبان میں آدمی کے جراثیم پانی میں شامل نہ ہو جائیں۔

ایک صحابی کوفرمایا:

''پیالہ اپنے منہ سے جدا کرو پھر پانی پیو'' (مشکوٰۃ شریف،۳۷۱)

☆ جولوگ ناک بند ہونے کی وجہ سے صرف منہ سے سانس لیتے ہیں ان کی صحت اور دوسرے لوگوں کی صحت میں کیا فرق ہے؟

ایک تو یہی فرق ہے کہ اس کی ناک بند ہے۔ یہ کوئی صحت مندی کی علامت تو نہیں ہے۔

☆ مریض سے کتنی دور بیٹھ کر عیادت کی جائے تا کہ اس کا سانس تندرست کو متاثر نہ کرسکے؟

دوسری بیماریوں کے بارے میں تو معلوم نہیں لیکن جذام (کوڑھ) کے مریض کے بارے میں ایک روایت میں ہے کہ تم اس سے بات کرو جب کہ تمہارے اور اس کے درمیان ایک یا دو نیزوں کا فاصل ہو۔ (معجزات فی الطب،ص ۱۱۷،علامہ محمد سعید سیوطی)

☆ کیا اچھے اور برے خیالات کا مثبت اور منفی اثر، سانس پر پڑتا ہے؟

ضرور پڑتا ہے، حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اگر تجھ سے ہو سکے تو اس حال میں صبح اور شام کرے کہ تیرے دل میں کسی کے لئے بدخواہی نہ ہو۔

ان قدرت ان تصبح و تمسی ولیس فی قلبک غش لاحدفافعل (مشکوٰۃ شریف،ص ۳۰)

دیکھا جائے تو دل ہی ہے جو پورے جسم کا حکمران ہے اور پورے جسم کوخون سپلائی کرتا ہے۔

جب بلڈ پریشر ہائی یا لو (High or Low) ہو تو سانس کا توازن بگڑ جائے گا اور اگر حد اعتدال پر ہو تو توازن برقرار ہوگا یہی وجہ ہے کہ جب کسی کی پریشانی رفع ہو جائے تو کہا جاتا ہے کہ اب میں نے سکھ کا سانس لیا اور دہشت ناک منظر دیکھ کر آدمی کا سانس رک جاتا ہے۔

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

اتقو الغضب فانه جمرة علی قلب ابن آدم
(مشکوٰۃ شریف،ص ۴۳۷)

''غصے سے بچو کیونکہ یہ انسان کے دل پر انگارہ ہے''

چھینک یا جمائی کے وقت منہ پر ہاتھ رکھنا ضروری ہے کہ نہیں؟

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ جب تم میں سے ایک شخص کو جمائی آئے تو منہ پر ہاتھ رکھ لے۔

☆ تھوکنے کا تعلق بھی منہ اور سانس سے ہے کس طرح تھوکنا چاہیے اور کس طرف تھوکنا چاہیے؟

ایک تو مسجد میں نہیں تھوکنا چاہیے۔ حدیث شریف میں ہے:

البزاق فی المسجد خطیئة و کفار تها دفنها
(مشکوٰۃ شریف،ص ۶۹)

''مسجد میں تھوکنا خطا ہے اور اس کا کفارہ یہ ہے کہ اسے دفن کردیا جائے (یا صاف کردیا جائے) دوسری بات یہ ہے کہ قبلہ رخ نہ تھوکے، اور نہ ہی دائیں جانب تھوکے، حدیث شریف میں ہے۔ جب تم میں سے ایک شخص نماز کی طرف کھڑا ہو تو **فلا یبصق امامه فانما یناجی الله مادام فی مصلاه و لا عن یمینه** (مشکوٰۃ شریف،ص ۶۹) سامنے کی طرف نہ تھوکے کیونکہ وہ جب تک جائے نماز میں رہتا ہے اللہ تعالیٰ سے مناجات کرتا ہے۔ اسی طرح دائیں جانب بھی نہ تھوکے۔

سلسلہ وار

معارف اسلاف

ابراھیم دھان مکی کا خاندان اور فاضل بریلوی

محمد بہاء الدین شاہ*

(۹)......مدرس مسجد حرام و مدرسہ صولتیہ شیخ حامد قاری حنفی۔ (۱۰۴)

(۱۰)......مدرس مسجد حرام و مدرسہ صولتیہ، قاضی، رکن مجلس شوریٰ صاحب تصانیف، استاذ العلماء شیخ حسن محمد مشاط مالکی۔ (۱۰۵)

(۱۱)......مدرس و امام مسجد حرام، قاضی، صاحب تصانیف، محکمہ امر بالمعروف مکہ مکرمہ کے صدر، علامہ سید محمد نور کتبی حسنی۔ (۱۰۶)

حوالہ جات

(۱۰۴) شیخ حامد بن شیخ عبداللہ قاری ہندی مکی (م-۱۳۹۶ھ/ ۱۹۷۶ء) کے والد شیخ عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ (م-۱۳۳۷ھ) مکہ مکرمہ میں شیخ القراء تھے۔ اس خاندان کے متعدد افراد حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ (م-۱۳۵۶ھ) کے حلقہ ارادت میں شامل تھے۔ شیخ حامد قاری نے مسجد حرام و مدرسہ صولتیہ میں تعلیم پائی پھر ترکوں کے عہد میں ۱۳۳۱ھ کو مدرسہ صولتیہ اور ۱۳۳۲ھ کو مسجد حرام میں مدرس ہوئے۔ ہاشمی عہد میں حکومت نے مدرسہ راقیہ قائم کیا تو ۱۳۳۷ھ میں آپ کو اس میں مدرس مقرر کیا۔ ۱۳۳۹ھ میں بندرگاہ ینبع کے قاضی بنائے گئے اور ۱۳۴۳ھ کو حجاز مقدس میں سعودی انقلاب برپا ہوا تو شیخ حامد قاری مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے ہندوستان پھر انڈونیشیا اور سنگاپور پہنچے پھر جزیرہ بورنیو کی راہ لی، آپ جہاں بھی مقیم رہے تدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔ ۱۳۵۸ھ میں واپس مکہ مکرمہ پہنچے اور مدرسہ تحضیر البعثات میں مدرس ہوئے، ۱۳۵۹ھ میں قاضی طائف کے معاون، ۱۳۶۴ھ میں قنفذہ کے قاضی اور ۱۳۶۶ھ میں دوبارہ قاضی ینبع بنائے گئے جہاں سے ۱۳۸۵ھ میں ریٹائرڈ ہوئے۔ آپ نے تفسیر، اصول حدیث اور منطق کے موضوعات پر چند کتب تصنیف کیں۔ مکہ مکرمہ میں ہی وفات پائی، آپ کے تین بیٹے شیخ محمد قاری، شیخ شاکر قاری و شیخ عبدالباری نام کے ہوئے جن میں سے اول الذکر علم فرائض کے ماہر اور مکہ مکرمہ شرعی عدالت سے وابستہ رہے۔ (مجلۃ الاحکام الشریعۃ، شیخ احمد بن عبداللہ قاری (م-۱۳۵۹ھ)، تقدیم از قلم ڈاکٹر عبدالوہاب ابوسلیمان مکی و ڈاکٹر محمد ابراھیم احمد علی مکی، مکتبہ تہامہ جدہ، طبع اول ۱۴۰۱ھ/ ۱۹۸۱ء، ص ۶۸-۷۰، ماہنامہ المنہل جدہ اپریل ۱۹۷۶ء، شیخ ماجد کیرانوی مکی کا مضمون بعنوان "الشیخ حامد عبداللہ القاری" ص ۲۹۵-۲۹۶، تجلیات مہر انور، مفتی سید شاہ حسین گردیزی، طبع اول ۱۴۱۲ھ-۱۹۹۲ء مکتبہ مہریہ گولڑا شریف اسلام آباد، مختلف صفحات)

(۱۰۵) شیخ حسن بن محمد مشاط مکی مالکی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۹۹ھ/ ۱۹۷۹ء) شیخ عبدالرحمٰن دھان کے شاگرد خاص تھے، آپ سے صحیح مسلم وغیرہ کتب پڑھیں۔ شیخ مشاط کے دیگر اساتذہ میں شیخ حمدان بن محمد الجزائری وینسی مدنی (م-۱۳۳۸ھ)، شیخ محمد علی مالکی اور مولانا محمد عبدالباقی لکھنوی مدنی وغیرہ علماء ہیں۔ بعد ازاں آپ عمر بھر مسجد حرام و مدرسہ صولتیہ میں تدریسی خدمات انجام دیتے رہے نیز ۱۳۶۱ھ سے ۱۳۷۵ھ تک مکہ مکرمہ کے قاضی رہے، ۱۳۷۲ھ میں مجلس شوریٰ کے رکن بنائے گئے۔ آپ نے مختلف موضوعات پر پندرہ کتب تصنیف و تالیف کیں جن میں امام الھمام، شیخ العلوم قطب زماں مصر کے اکابر صوفیاء کرام میں سے ایک سلسلہ خلوتیہ کے پیر طریقت سیدی علامہ سید احمد دردیر مالکی رحمۃ اللہ علیہ

*(ناظم: بہاء الدین ذکریا لائبریری، چکوال)

(م-۱۲۰۱ھ) کی علم توحید پر منظوم کتاب ''الخریدۃ البھیۃ'' کی شرح بنام ''البھجۃ السنیۃ فی شرح الخریدۃ'' ایک اہم کتاب ہے جو انڈونیشیا سے شائع ہوئی اور وہاں کے نھضۃ الوطن نامی مدارس کی تمام شاخوں کے نصاب میں شامل کی گئی۔ آپ کی دوسری اہم کتاب ''انارۃ الدجی فی مغازی خیر الوریٰ ﷺ'' ہے جو علامہ احمد بن بدوی مجلسی شنقیطی (م۱۲۲۰ھ) کی غزوات النبی ﷺ پر منظوم کتاب کی شرح ہے جس میں تیس غزوات کے واقعات درج ہیں۔ شیخ حسن مشاط نے سوڈان مصر شام اور لبنان کے دورے کیئے۔ مصر میں شیخ محمد زاہد کوثری (م-۱۳۷۱ھ)، شیخ سلامت عزامی قضاعی اور شیخ مصطفیٰ حمامی (م-۱۳۶۹ھ) اور شام میں علامہ سید صالح فرفور حنفی (م-۱۴۰۷ھ) و شیخ عبدالوہاب صلاحی رشیدی دمشقی (م-۱۳۸۲ھ) وغیرہ اکابر علماء و مشائخ اہلسنّت سے ملاقاتیں کیں۔ آپ کے ایک فرزند شیخ احمد مشاط (پ۱۳۴۰ھ) ہوئے جو حافظ قرآن و عالم دین تھے جن کے تین بیٹے محمود مشاط، محمد مشاط اور جمیل مشاط ہیں جو علم و ادب سے وابستہ ہیں ان میں ثانی الذکر سعودی عرب کے مشہور شاعر و ادیب ہیں۔ شیخ حسن مشاط کے شاگرد ڈاکٹر عبدالوہاب ابو سلیمان مکی نے اپنے استاد کی دو تصنیفات انارۃ الدجی اور الجواہر الثمینۃ پر تحقیق و تخریج کی نیز حواشی لکھے اور ان کے آغاز میں آپ کے حالات قلمبند کیئے بالخصوص آخر الذکر کتاب میں آپ کی مفصل حالات درج ہیں جو شیخ مشاط کی وفات کے بعد شائع ہوئی (الجواہر الثمینۃ فی بیان ادلّۃ عالم المدینۃ، شیخ حسن مشاط، تحقیق ڈاکٹر عبدالوہاب ابوسلیمان، طبع دوم ۱۴۱۱ھ/۱۹۹۰ء دار الغرب الاسلامی بیروت، ص ۱۷-۲۷، انارۃ الدجی فی مغازی خیر الوریٰ ﷺ، شارح شیخ حسن مشاط، تحقیق ڈاکٹر عبدالوہاب ابوسلیمان، طبع چہارم ۱۴۱۴ھ، دار الغرب الاسلامی بیروت، ج ۱ ص ۳۱-۵۲، ماہنامہ اھلاً وسھلاً، جدہ نومبر ۱۹۹۸ء، محمد مشاط کی نظم بعنوان ''ان تکلفت الھویٰ'' ص ۶۳، اعلام الحجاز، ج ۳، ص ۳۰۷-۳۳۵، تشنیف الاسماع ص ۱۵۹-۱۶۳، نثر الدرر ص ۲۷)

(۱۰۶) علامہ سید محمد نور کتبی حسنی مکی مدنی (م۱۴۰۲ھ/۱۹۸۲ء) کا خاندان ہندوستان کے ضلع فیض آباد میں تھا۔ آپ کے والد علامہ سید ابراہیم کتبی (م ۱۳۶۸ھ) حصول علم کے لئے ۱۲۸۹ھ میں ہندوستان سے نکلے اور افغانستان و ایران سے ہوتے ہوئے عراق پہنچے جہاں بغداد میں مزار سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے سجادہ نشین کے ہاں سالہا سال مقیم رہ کر درس و تدریس میں مشغول رہے۔ پھر وہاں سے مدینہ منورہ حاضر ہونے کے بعد مکہ مکرمہ پہنچے جہاں مستقل قیام کر کے کتابوں کی تجارت شروع کی تا آنکہ وہیں پر وفات پائی۔ آپ کے بیٹے علامہ سید محمد نور مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے مدرسہ صولتیہ میں تعلیم پائی پھر سعودی عہد کے ابتدائی ایام میں مسجد حرام میں نماز ظہر کے امام مقرر ہوئے۔ نیز محکمہ عدل سے وابستہ ہوئے اور مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ کے قاضی تعینات رہے۔ ۱۳۴۶ھ میں وہابی عقائد کے تحفظ کیلئے کام کرنے والے سرکاری ادارہ امر بالمعروف کی شاخ مکہ مکرمہ کے صدر بنائے گئے۔ آپ کی ایک تصنیف ''التحیۃ المعتبرۃ فی مناسک الحج والعمرۃ علی المذاہب الاربعۃ'' مصر سے شائع ہوئی۔ مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ (اعلام من ارض النبوۃ، سید انس بن یعقوب بن ابراہیم کتبی حسنی مدنی، طبع اول ۱۴۱۵ھ/۱۹۹۴ء مطابع دار البلاد جدہ، ج ۲، ص ۱۸۷-۲۰۶، رجال من مکۃ المکرمۃ، سید زھیر بن محمد جمیل بن ابراہیم کتبی حسنی مکی، طبع اول ۱۴۱۲ھ/۱۹۹۲ء مطابع دار الفنون جدہ، ج ۳، ص ۱۰۸-۱۲۳)

﴿باقی آئندہ﴾

معارف اسلاف

پہلی قسط

بانیِ منظرِ اسلام اورتحریکِ اصلاحِ ندوہ

از: ڈاکٹر محمد سرتاج حسین رضوی*

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے حبیب پاک ﷺ کے صدقے میں ہم مسلمانانِ عالم کو امام اہلسنّت اعلیٰ حضرت عظیم البرکت قدس سرہٗ جیسی ہستی عطا کر کے احسان عظیم کیا ہے۔ اس عظیم مفکرِ اسلام نے عالمِ اسلام کو اعلیٰ قیادت سے نوازا ہے۔ تحریکِ اصلاحِ ندوہ میں بھی وہ امتیازی شان سے جلوہ گر ہوتے ہیں۔

مدرسہ دیوبند کے قیام میں انگریزوں کا اہم کردار تھا جس سے علماء حق پس و پیش میں تھے۔ آخر کار ۱۸۹۳ء مطابق ۱۳۱۰ھ بدرسہ فیض عام کانپور کے سالانہ جلسہ دستار بندی میں مدارس اسلامیہ کے نصاب کی اصلاح کیلئے ندوۃ العلماء کے قیام کا اعلان کر دیا گیا۔ جس میں مولانا محمد علی مونگیری کو ناظم اور مولوی لطف اللہ علی گڑھی کو صدر بنایا گیا۔ اجلاس میں شرکت کی دعوت عام تھی جس کا پورا فائدہ غیر مقلدوں، رافضیوں، نیچریوں اور دیوبندنوں نے اٹھایا اور اتحاد المسلمین کے نعرے دے کر ندوۃ العلماء کی انتظامیہ میں شامل ہو گئے اور اہل حق کے لئے خطرہ بن گئے۔

(تذکرہ محدث سورتی از خواجہ رضی حیدر، ص ۱۰۳، سورتی اکیڈمی، کراچی)

اس خطرہ کا احساس علماء حق کو جب ہوا جب جلسے کی روائیداد میں اس کا انکشاف ہوا جس کے الفاظ اس طرح ہیں:

''ہم مقلدان اور اہلحدیث ایک دوسرے کو موحد اور مومن جانتے ہیں اور کسی مومن کو مشرک اور بدعتی کہنا سخت گناہ سمجھتے ہیں اور ایک دوسرے کے پیچھے نماز پڑھنا بلا کراہت جائز جانتے ہیں''۔

(تذکرہ محدث سورتی، از خواجہ رضی حیدر، ص ۱۰۵، بحوالہ سیوف العنوہ علی زمائم الندوہ، از سید امیر احمد رحمانی، بریلی ۱۳۱۵ھ)

ناظم ندوہ نے بھی اسی فکر کو فروغ دیا جس کے باعث علماء حق میں بحران آ گیا انہوں نے کہا کہ، مقلد اور غیر مقلد کا اختلاف ایسا ہے جیسے حنفی شافعی، مالکی اور حنبلی کا اختلاف۔

ندوۃ العلماء نے رسالہ اتفاق اور رسالہ تحفہ محمدیہ کو اس فکر کی ترجمانی کرنے کیلئے وقف کر دیا۔

(تذکرہ محدث سورتی، از خواجہ رضی حیدر، ص ۱۰۴)

اس اجلاس میں برصغیر کے علماء و مشائخ کی کثیر تعداد موجود تھی۔ ان کی موجودگی میں صرف خیر مقدمی تقاریر ہونے کے بعد ناظم ندوہ نے ندوۃ العلماء کا پہلے سے مرتب کردہ خاکہ پیش کیا جسے تمام شرکاء جلسہ نے قبول کر لیا۔

(تذکرہ محدث سورتی، از خواجہ رضی حیدر، ص ۱۰۱)

مدرسہ فیض عام کان پور میں ۱۵-۱۶-۱۷ ارشوال ۱۳۱۱ھ مطابق ۲۲-۲۳-۲۴/۱۸۹۴ء میں باقاعدہ ندوۃ العلماء کا اجلاس ہوا جس میں اختلافی مسائل کھل کر منظر عام پر آ گئے۔ اس اجلاس میں امام اہلسنّت فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ نے اصلاح نصاب پر ایک

*(ایڈووکیٹ، بریلی شریف)

مقالہ پڑھا جبکہ دیگر علماء اصلاح کے انتظار میں ندوہ کو تعاون دیتے رہے۔ (تذکرہ محدث سورتی از: خواجہ رضی حیدر، ص ۱۰۶)

امام اہلسنّت مولانا احمد رضا خاں فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ و مولانا لطف اللہ رام پوری علیہ الرحمہ جو پہلے ہی جلسے کی کاروائی سے ناخوش تھے انہوں نے جلسہ کے اختتام پر ناظم ندوہ اور صدر جلسہ کی توجہ اس فساد فی الدین کی جانب کرائی اور اظہار حق فرما کر ندوہ سے علیحدگی اختیار کر لی۔ (تذکرۂ محدث سورتی، از خواجہ رضی حیدر، ص ۱۰۶)

علماء اہلسنّت نے گمراہ کن نظریات کی سخت مخالفت کی یہاں تک کہ حضرت شاہ فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی نے اپنے صاحبزادے مولانا احمد میاں کو اجلاس ندوہ لکھنؤ میں شرکت کرنے کی اجازت نہ دی بلکہ فرمایا؛ وہاں معاملات نفس ہیں لہٰذا وہاں جانے کی ضرورت نہیں۔ (مکتوبات علماء و کلام اہل صفا ص ۹۳ رشارہ ۱۰ ر مطبع اہلسنّت و جماعت واقع بریلی، ۱۳۱۴ھ)

مارہرہ مطہرہ کے سجادہ نشین حضرت سید شاہ ابوالحسین احمد نوری قدس سرہ لکھنؤ اجلاس ندوہ میں اپنے برادر عزیز الدین کی تحریک پر شریک جلسہ ہوئے لیکن وہاں کے ماحول سے آپ مطمئن نہ ہوئے اس کا اظہار وہ امام اہلسنّت کے نام اپنے خط میں اس طرح فرماتے ہیں۔

بملاحظہ مولوی محمد احمد رضا خاں صاحب، مدعنایۃ

بعد سلام واضح ہو رسائل معہ خط پہنچے سال گزشتہ میں احقر تحریک برادر عزیز الدین حسن کے لکھنؤ واسطے دیکھنے کیفیت اس جلسہ کے گیا تھا۔ جب جا کر پہلے دن یہ حال دیکھا کہ اہل حق و باطل سب شریک جلسہ ہیں نہایت ناگوار گزرا اس وقت وہاں سے نہ اٹھا اس خیال سے کہ آخر تک کیفیت جلسہ سمجھ لوں مگر پھر باوجودیکہ پانچ چار روز مقیم رہا شریک جلسہ نہ ہوا۔

فقط ابوالحسین از برودہ

۲۴ رذی قعدہ ۱۳۱۲ھ یوم جمعہ

(مکتوبات علماء و کلام اہل صفا ص ۳ رشارہ ۱، مطبع اہلسنّت و جماعت واقع بریلی ۱۳۱۴ھ)

محدث سورتی علیہ الرحمہ نے اجلاس ندوہ لکھنؤ میں شرکت کی تھی۔ انہوں نے وہاں کی تمام روداد اپنے پیر و مرشد حضرت شاہ فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی علیہ الرحمہ والرضوان کو بتائی جس پر مولانا محمد علی مونگیری (مرید حضرت شاہ فضل الرحمٰن گنج مراد آباد) کو طلب کیا گیا اور اس سلسلے میں باز پرس کی گئی ان کے پاس سوائے خاموشی کے اور کوئی چارہ نہ تھا۔ اس کے بعد حضرت محدث سورتی علیہ الرحمۃ بھی تحریک ندوۃ العلماء سے علیحدہ ہو گئے اور باضابطہ اصلاح ندوہ میں سرگرم ہو گئے۔ (تذکرہ محدث سورتی، از خواجہ رضی حیدر، ص ۱۰۷)

۲۳ ربیع الاول شریف ۱۳۱۳ھ حضرت شاہ فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی اس دنیائے فانی سے کوچ کر گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کے وصال کے بعد جملہ اہل حق امام اہلسنّت فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ کی قیادت میں متحدہ ہو گئے۔

(۱) مکتوبات علماء و کلام اہل صفا ۱۳۱۴ھ اس مجموعہ کو جناب حافظ سید محمد عبدالکریم صاحب قادری نے مرتب فرمایا ہے جو مطبع اہلسنّت و جماعت بریلی سے ۱۳۱۴ھ میں شائع ہوا جس میں دو سو علماء و مشائخ و مفکرین صالحین کے خطوط امام اہلسنّت فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ کے نام موصول ہوئے۔

ان مکتوبات کو پڑھ کر اصلاح ندوہ کے سلسلے میں اعلیٰ حضرت کی اعلیٰ رہبری اور بے مثال خدمات کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے:

(۱) تعظیم سادات کا خیال رکھتے ہوئے اس مجموعہ مکتوبات کا آغاز مارہرہ مطہرہ کے سجادہ عالیہ قادریہ برکاتیہ احمدیہ مولانا سید شاہ ابو الحسین نوری میاں رضی اللہ عنہ سے کیا گیا ہے۔ (باقی آئندہ)

آپ کا معارف

تحریک پاکستان کی روح رواں

آل انڈیا سنی کانفرنس

(۱۹۲۵ء-۱۹۴۷ء)

پروفیسر ڈاکٹر علامہ محمد مسعود احمد *

سُنی بالعموم شیعہ کے مقابلے میں بولا جاتا ہے۔ بہت سے فرقے سنی ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں مگر تاریخ کی روشنی میں اور دورِ جدید میں سنی، حنفی بریلوی یا جو اس مسلک کی تائید کرتے ہیں، صحیح معنوں میں سنی ہیں اور سُنّیت ہی اسلام ہے۔ اس لئے برطانیہ کے ایک انگریز نومسلم ڈاکٹر محمد ہارون نے اس مسلک میں اسلام پایا اور وہ اس طرح کہ انہوں نے دیکھا کہ دنیا کے سارے دشمنانِ اسلام صرف اہلسنّت و جماعت (مسلک بریلوی) کے دشمن ہیں۔ باقی کسی فرقے کے دشمن نہیں، تو ان کو یقین ہو گیا کہ سنی اسلام ہی سچا اسلام ہے۔

آل انڈیا سنی کانفرنس کے بانیین اور شرکاء اسی سچے اسلام سے وابستہ تھے اور ہیں۔ مراد آباد، بھارت میں ۱۹۲۵ء میں اس کی بنیاد ڈالی گئی۔ اس کا دستور اساسی بڑا فکر انگیز اور قابل مطالعہ ہے۔

سنِ اساس ۱۹۲۵ء سے لیکر ۱۹۴۶ء تک مسلمانوں کے لئے ایک علیحدہ وطن پاکستان کے حصول کیلئے اس کانفرنس کی عملی جدوجہد، قراردادوں، سفارشات اور سیاسی لائحہ عمل نے دوررس اور مثبت نتائج مرتب کیئے۔ تحریک پاکستان کے صحیح ادراک کے لئے تاریخِ آل انڈیا سنی کانفرنس مصنفہ علامہ جلال الدین قادری کا مطالعہ ناگزیر ہے۔

ملک کے طول و عرض میں کانفرنس کے اجلاس ہوئے۔ مگر سندھ، بلوچستان اور صوبہ سرحد میں اس کا چرچا نسبتاً کم رہا۔ غالباً اس کا سبب ان علاقوں کی سیاسی صورت حال تھی۔ کانفرنس میں جو خطبات پڑھے گئے ان میں بعض بہت ہی اہم ہیں۔ جن سے ہم اِس تاریک دور میں روشنی حاصل کر سکتے ہیں۔ اس کانفرنس کے علماء و مشائخ نے مسلم لیگ کو (متحدہ) ہندوستان کی واحد نمائندہ جماعت تسلیم کیا اور تحریک پاکستان میں روح پھونکی۔ مسلم لیگ کی حمایت شریعت کے دائرے میں رہتے ہوئے کی اور واضح کر دیا:

> ''آل انڈیا سنی کانفرنس'' مسلم لیگ کے اُس طریقہ عمل کی تائید کر سکتی ہے جو شریعت کے خلاف نہ ہو''

سنی کانفرنس میں وہ حضرات تھے جن کے جذبات شریعت کے تابع تھے۔ جبکہ دور جدید کی سیاست میں جذبات قائد کے تابع ہوتے ہیں۔ پیر جماعت علی شاہ محدث علی پوری نے تحریک پاکستان میں اہم کردار ادا کیا اور مسلم لیگ کو مسلمانانِ ہند کی واحد نمائندہ جماعت قرار دیا۔

ہمارے اکابر کی شخصیات بڑی ہی جاندار ہیں، محدث بریلی علیہ الرحمۃ پر ۱۵ رفضلاء ڈاکٹریٹ کر چکے ہیں اور اتنے ہی اور مختلف عالمی جامعات سے پی. ایچ. ڈی. کر رہے ہیں۔ پاکستان هجره کونسل نے مشاہیر اسلام کی انسائیکلو پیڈیا کی تیاریاں شروع کی تھیں مگر برصغیر کے منتخب علماء و مشائخ میں صرف ایک مقالہ معیاری لکھا جا سکا۔ (یہ معیاری مقالہ امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ پر تھا جو راقم

* (محقق، مصنف، ماہر رضویات، سرپرست اعلیٰ ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل، کراچی)

نے تحریر کیا تھا) باقی غیر معیاری قرار پائے اور منصوبہ ترک کر دیا گیا۔ افسوس ہم نے ایسے عظیم اسلاف اور ان کے اخلاف کو بھلا دیا۔ محدث بریلوی علیہ الرحمۃ کے شہزادگان، خلفاء و تلامذہ اور وابستگان علماء نے تحریک پاکستان میں اہم کردار ادا کیا اور پاکستان وجود میں آ گیا۔ ہاں پاکستان وجود میں آ گیا، پھر کیا ہوا؟ یہ ایک تلخ داستان ہے، پہلا وزیر قانون ایک اچھوت ہندو بنایا گیا۔ پہلا وزیر تعلیم انگریزی ماحول میں پرورش پانے والا مسلمان بنایا گیا۔ علماء و مشائخ کی ضرورت پاکستان بننے تک تھی پھر نہ رہی۔ یہ ایک المیہ ہے، ایک بزرگ نے سوال کر کے مجھے لاجواب کر دیا، انہوں نے فرمایا:

''آپ لوگ کہتے ہیں کہ علماء مشائخ اہلسنّت و
جماعت نے پاکستان بنایا ہے''

میں نے کہا! جی ہاں۔ فرمایا: ''یہ پاکستان!!''۔ اس سوال نے آنکھیں کھول دیں۔ آل انڈیا سنی کانفرنس کے خواب و خیال میں یہ پاکستان نہ ہوگا جہاں حقوق اللہ اور حقوق العباد کو سرِ عام پامال کیا جا رہا ہے۔

اصل میں اہلسنّت و جماعت کے پاس افرادی قوت بھی ہے اور ایمانی قوت بھی، کسی بھی مہم کو سر کرنے کیلئے ایسے افراد کی ضرورت ہوتی ہے جو ایمان کے جذبے سے سرشار ہوں، اس لئے ماضی قریب کی تاریخ کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ جہاں گیری کیلئے اہلسنّت و جماعت کی افرادی قوت کو استعمال کیا گیا۔ جب منزل مل گئی تو جہاں بانی اور جہاں آرائی کیلئے وہ آگے آ گئے جو جہاں گیری کی منزل میں یا تو سرے سے تھے ہی نہیں یا بہت پیچھے تھے۔

پاکستان اسلام کے نام پر وجود میں آیا مگر اس کا سارا خزانہ دوسرے مقاصد کیلئے استعمال کیا جا رہا ہے، مدارس عربیہ اسلامیہ اور مساجد، جن کا اس خزانہ پر پورا پورا حق ہے یکسر محروم ہیں اور زکوٰۃ و صدقات، خیرات سے چل رہے ہیں۔ بلکہ زکوٰۃ کا شعبہ بھی حکومت نے لے کر مدارس و مساجد کو جزوی طور پر محروم کر دیا ہے۔ زکوٰۃ نافذ کی گئی، لوگوں نے کہا کہ اسلام نافذ ہو گیا، مسلماں کیسے بھولے بھالے ہیں! لینے کا اسلام تو سب نافذ کر سکتے ہیں، دینے کا اسلام کوئی نافذ نہیں کرتا۔ اسلام بہت دیتا ہے بہت کم لیتا ہے، ہم بہت سارا لیتے ہیں، بہت کم یا بالکل ہی نہیں دیتے۔ پاکستان کا یہ تصور آل انڈیا سنی کانفرنس کے ذہن میں نہ تھا۔

محمدی سیاست نعروں کی سیاست اور باتوں کی سیاست نہیں، یہ عمل کی سیاست ہے، نعروں سے جو حکومت بنتی ہے پائیدار نہیں ہوتی، پہلے مطلب براری کے لئے اسلام کے نعرے لگائے جاتے تھے، اب غربت اور غریب کو بھی شریک کر لیا گیا، صرف نعروں کی حد تک۔ پائیدار حکومت کیلئے افراد کی تربیت کی ضرورت ہے، حضور انور ﷺ نے یہ سبق سکھایا، ہم نے یہ سبق بھلا دیا۔ افراد کی تربیت ہوگی اخلاص سے استغنا سے اور غیرت و حمیت سے۔ ہم میں یہ خوبیاں نہیں، ہم غیروں کے اشارے پر چل رہے ہیں۔ آل انڈیا سنی کانفرنس نے پہلے ہی روز جہاں بانی اور جہاں آرائی کے وہ گُر بتائے کہ اگر ان پر چلا جاتا تو آج ہمارا یہ حال نہ ہوتا کہ کبھی غیروں سے مانگ رہے ہیں، کبھی اپنوں سے مانگ رہے ہیں، پاکستان جو عالم اسلام کو دینے کیلئے بنایا تھا، وہ کاسہ گدائی لئے کھڑا ہے، کیسی عبرت کا مقام ہے! ہمیں اپنی حالت بدلنا ہوگی اور اسی راہ پر چلنا ہوگا جو علماء و مشائخ اہلسنّت نے نصف صدی پہلے ہمیں دکھائی تھی، اللہ تعالیٰ ہمارا حامی و ناصر ہو۔ آمین بجاہ سید المرسلین رحمۃ اللعالمین علیہ وعلیٰ آلہ واز واجہ وصحبہ اجمعین۔

فروغِ رضویات کا سفر

اپنے دیس........... بنگلہ دیس میں (نویں قسط)

صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری

دوسرے دن یعنی ۲۷ جون ۲۰۰۳ء کو جمعہ تھا۔ رات بھر بارش ہوتی رہی، کبھی کبھی ہلکی ہو جاتی لیکن پھر تیز شروع ہو جاتی۔ رات تاخیر سے سوئے لیکن صبح اذانِ فجر سے بہت قبل آنکھ کھل گئی۔ مسجد دارالعلوم احسن العلوم بالکل قریب ہے، لیکن سخت بارش کی وجہ سے جانا ممکن نہ تھا، تلاوت وظائف و دلائل الخیرات وغیرہ سے فارغ ہوئے تو اذان ہوئی، فقیر نے بمشکل سنت ادا کی تھی کہ عزیزی مولانا ڈاکٹر ارشاد احمد بخاری صاحب اور مولانا شاھد الرحمٰن ہاشمی صاحب تشریف لے آئے اس کے بعد یکے بعد دیگرے شاعرِ اہلسنّت مولانا انیس الزماں صاحب، مولانا عاشق الرحمٰن صاحب، مولانا حافظ خالد الرحمٰن، مولانا صادق الرحمٰن صاحب اور خود حضرت قبلہ مفتی امین الاسلام ہاشمی صاحب تشریف لے آئے اور فقیر سے اصرار کیا کہ جماعت کی امامت کریں، اللہ اکبر! علماء بنگال خصوصاً خانوادۂ ہاشمی کے اخلاص و انکساری کے معاملات دیکھ کر اسلافِ کرام کی یاد تازہ ہوگئی ناچاران کے حکم پر احقر نے امامت کی۔ بعد دعا وظائف، غوثیہ کانفرنس کی بات چلی، موسم پر گفتگو ہوئی، اس بات پر خدا کا شکر ادا کیا گیا کہ اس قدر شدید اور موسلا دھا بارش کے باوجود دونوں دن کی کانفرنس نہایت کامیاب رہی۔ کانفرنس ہال شرکاءِ محفل سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ تقریباً تمام مدعوین علماء شہر کے دور دراز کے حصوں سے اور بعض بیرونِ شہر سے تشریف لائے۔ یہ سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیّن کرامت کا مظہر اور ''انجمن عاشقانِ مصطفیٰ'' کے سرپرست وارا کین کے خلوص کا آئینہ تھی۔ تھوڑی دیر کے بعد جناب عاشق الرحمٰن صاحب اور حافظ خالد الرحمٰن صاحب چائے اور کچھ ناشتہ کی چیزیں لے آئے۔ چائے ناشتہ کے بعد قبلہ مفتی صاحب نے احقر سے فرمایا کہ آج جمعہ ہے آپ تھوڑی دیر آرام فرمالیں نماز جمعہ تک کوئی پروگرام نہیں ہے۔ نماز جمعہ حضرت بایزید بسطامی قدس سرہ کی چلّہ گاہ کی مسجد میں ادا کریں گے۔ ان حضرات کے جانے کے بعد راقم نے تلاوت کلام پاک کی پھر سو گیا۔ ساڑھے آٹھ بجے کے قریب فقیر کو اٹھا دیا گیا کہ حضرت ناشتہ تیار ہے۔ واش روم سے فارغ ہو کر نیچے تشریف لے آئیں، ناچیز حیران ہوا کہ بھائی ناشتہ تو صبح کرلیا اب دوبارہ یہ کیسا ناشتہ؟ تو مولانا شاھد الرحمٰن نے فرمایا کہ حضرت وہ تو صبح کی چائے تھی اصل ناشتہ تو اب پیش کیا جائے گا۔ راقم باتھ روم سے نہا دھو کر اپنے کمرہ میں آ گیا۔ پھر علامہ ڈاکٹر سید ارشاد احمد بخاری صاحب گئے اور غسل وغیرہ سے فارغ ہو کر ناچیز کے کمرے میں آ گئے۔ ساڑھے نو بجے (صبح) کے قریب مولانا شاھد الرحمٰن صاحب ہمیں ناشتہ پر بلانے کیلئے اوپر آئے۔ فقیر نے سوچا کہ پیرانہ سالی ہے، سفر ہے، مرض کی فراوانی ہے، اس پر تکلف دعوتوں سے ہمارے میزبان کرام تو اجرِ عظیم کے مستحق ہو جائیں گے لیکن یہ ناتوان ان نعمت ہائے کثیرہ سے کیسے متمتع ہو سکے گا۔ معاً خیال آیا کہ علامہ ڈاکٹر سید ارشد بخاری زید عنایۃ نوجوان آدمی ہیں ان کی پلیٹ سے بھرپور استفادہ کیا جاسکتا ہے۔ چنانچہ ناشتہ کی میز پر جب ہم پہنچے تو بحمد اللہ

انواع واقسام کی چیزیں موجود تھیں۔ انڈوں کی تمام قسمیں آملیٹ، فرائی، بوائل، توس، چپاتی، روسٹ (مرغی اور بکری کا گوشت) دودھ، پراٹھے وغیرہ وغیرہ۔ مہمان نوازی کا سلیقہ اگر دیکھنا اور سیکھنا ہے تو اس خانوادۂ ہاشمی کو دیکھیے اور سیکھے قبلہ مفتی صاحب سمیت ان کے تمام صاحبزادگان خصوصاً مولانا عاشق الرحمٰن صاحب فقیر پر خصوصی شفقت ومحبت اور کرم کا مظاہرہ فرماتے تھے، اللہ تبارک وتعالیٰ ان سب کو جزائے خیر عطا فرمائے اور دین ودنیا کی بہترین نعمتوں سے بہرہ ورفرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین علیہ وسلم۔

مفتی صاحب قبلہ کے دولت کدہ پر اس پورے قیام کے دوران فقیر کی یہی کوشش رہی کہ علامہ ڈاکٹر بخاری صاحب کو لائین شیر (Loin Share) ملے اور یہ کمزور و ناتوان مختصر سے مختصر پر اکتفا کرے۔ بعد فراغت ناشتہ ہم لوگ حضرت مفتی صاحب کے ڈرائینگ روم میں آئے۔ یہاں حضرت کے مریدین اور بعض دیگر حضرات مفتی صاحب سے اور ہم لوگوں سے ملاقات کیلئے صبح سے آئے ہوئے بیٹھے تھے۔ حضرت نے فرداً فرداً سب سے تعارف کرایا۔ فقیر سے خصوصی ملاقات کیلئے آنے والوں میں حضرت مولانا عبدالمنان صاحب (مترجم بنگالی کنزالایمان) حضرت مولانا نظام الدین رضوی صاحب، حضرت مولانا محمد اسمٰعیل رضوی صاحب، جناب نظام الدین صاحب لکچرار امام غزالی کالج چٹاگانگ، جناب مولانا بدیع العالم رضوی صاحب، صدر رضا اسلامک اکیڈیمی و پرنسپل جامعہ سنیہ طیبہ حوالی شہر، مولانا نورمحمد سعیدی صاحب استاذ احسن العلوم جامعہ غوثیہ (آپ کو تقریباً دس برس تک حضرت غزالی دوران علامہ سید احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ کے خادم ہونے کا شرف حاصل رہا ہے) مولانا محمد اقبال حسین جنگی صاحب طالب علم جامعہ احمدیہ سنیہ سولہ شہر اور ان کے علاوہ چٹاگانگ میں ریڈکراس کیمپ میں مقیم اردو دان حضرات کا ایک گروپ جو ان افراد پر مشتمل تھا جناب اقبال احمد صاحب، جناب فرید احمد چودھری صاحب، جناب ایس ایم حامد علی تارا صاحب اور جناب شیخ حیدر صاحب، یہ تمام حضرات حضرت قبلہ علامہ مفتی امین الاسلام ہاشمی مدظلہ العالی سے شرف بیعت رکھتے ہیں۔ ان حضرات نے دوران گفتگو کہا، اب حالات وہاں بہت بہتر ہیں اور حضرت قبلہ مفتی صاحب کی خصوصی توجہ کی بناء پر وہ محفوظ و مامون زندگی گزار رہے ہیں البتہ ان کی کچھ سماجی اور معاشی مشکلات ہیں، فقیر نے ان کو مشورہ دیا کہ وہ حضرت مفتی صاحب سے رابطہ میں رہا کریں، ان کی خدمت اور ان کی محفل میں آنا جانا رکھیں ان شاءاللہ ان کی اعانت اور دعاؤں کے طفیل درپیش مسائل حل ہو جائیں گے۔ اللہ وتعالیٰ ہر مخلص مومن کا مددگار ہے۔ حضرت مفتی صاحب کے بھتیجے قاضی محمد مدثر الرحمٰن ابن قاضی محمد بذل الرحمٰن ہاشمی رحمہ اللہ بھی ملاقات کیلئے تشریف لائے ان کا دولت کدہ مفتی صاحب کے بالکل پڑوس میں ہے۔ آپ چٹاگانگ یونیورسٹی میں ایک کینٹین کے مالک ہیں۔

نماز جمعہ ادا کرنے ہم سب چلّہ گاہ حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمہ کی جامعہ مسجد پہنچے ۲۴ رسال قبل جب راقم یہاں آیا تھا تو یہ مسجد بہت چھوٹی سے تھی اب اس میں کچھ توسیع ہوئی ہے۔ حضرت مفتی صاحب قبلہ نے جامع مسجد میں اس ناچیز کا شاندار الفاظ میں تعارف کروایا اور راقم کو حکم دیا کہ تقریر کرنے اور پھر نماز جمعہ کی امامت کا فریضہ بھی انجام دیں۔ فقیر نے کچھ بنگالی اور کچھ اردو میں تقریر کی، خطبہ حضرت مفتی صاحب کے بڑے صاحبزادے حضرت مولانا صادق الرحمٰن ہاشمی صاحب، جو جامع مسجد بایزید بسطامی کے خطیب بھی ہیں، نے ارشاد فرمایا۔ (باقی آئندہ)

خواتین کا معارف

عورتوں کے ساتھ اچھا برتاؤ

〈احادیثِ مبارکہ روشنی میں〉

علامہ سید سعادت علی قادری*

عورتوں کی خدمت:

میرے آقا ﷺ نے مردوں کو عورتوں سے محبت، ان کی خدمت اور ان کے حقوق کی ادائیگی کی جس انداز سے تعلیم دی ہے اس کی نظیر کسی قائد و رہبر کی تعلیمات میں نہیں ملتی۔

عورتوں میں سے افضل و اعلیٰ مرتبہ و مقام ماں کا ہے جس کے قدموں کے نیچے آپ نے جنت کا پتہ دیا، ماں کی خدمت واطاعت کو اسلام نے جس قدر اہمیت دی ہے وہ سب جانتے ہیں کہ اس کو فرض عبادات کے بعد سب سے افضل قرار دیا گیا، بلکہ جن عبادات کے لئے ماں کو چھوڑ کر سفر کرنا پڑے اور ماں کی خدمت کرنے والا کوئی دوسرا نہ ہو ان عبادات کو موخر کرنے کا حکم دیا گیا، مثلاً حج، اور جہاد۔

نبی کریم علیہ السلام کو اگر چہ اپنی والدہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کی خدمت کا موقع نہ ملا کہ ان کے انتقال کے وقت آپ کی عمر شریف صرف چھ سال کی تھی لیکن آپ ہمیشہ ان کو یاد کر کے غمزدہ ہوتے تھے، ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت کے مطابق، حجۃ الوداع کے سفر میں آپ ماں کی قبر پر حاضر ہوئے اس وقت آپ بہت غمزدہ تھے، آنکھوں سے آنسو جاری تھے، زیارت قبر سے جب آپ واپس تشریف لائے تو میں نے آپ کے نورانی چہرے پر خوشی کے آثار دیکھے، پس میں نے سوال کیا کہ جب آپ قبر کی طرف تشریف لے جا رہے تھے تو بہت غمزدہ تھے اور اب خوش نظر آ رہے ہیں، اس کی کیا وجہ ہے آپ نے فرمایا میں نے اپنے رب سے سوال کیا کہ وہ میری ماں کو زندہ کر دے، تاکہ میں ان کو بھی کلمہ پڑھا دوں، پس اللہ نے میری دعا قبول فرمائی وہ زندہ ہوئیں کلمہ پڑھا اور پھر آرام فرمانے لگیں، بہرحال حضور ﷺ کا ماں کیلئے غمزدہ ہونا اور ان کا خود آپ ﷺ پر ایمان لانے پر خوش ہونا ماں سے محبت کا ایک نمونہ پیش کرتا ہے۔

آپ کی رضاعی ماں حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا تو آپ کے بعد تک زندہ رہیں، آپ نے ساری زندگی ان کے ساتھ جو اچھا برتاؤ کیا وہ ہمارے لئے ایک بہترین نمونہ ہے کہ جب بھی وہ حضور علیہ السلام کے دربار میں حاضر ہوتیں، آپ ان کے احترام میں کھڑے ہو جاتے ان کے لئے اپنی چادر بچھاتے اور حاضرین کو چھوڑ کر ان سے گفتگو میں مصروف ہو جاتے، یہ اعلانِ نبوت سے پہلے کی بات ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو بتایا اور آپ اس وقت بہت افسردہ نظر آ رہے تھے، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنی ساس کو، چالیس بکریاں اور کئی اچھے جوان اونٹ پیش کیئے جنہیں قبول کر کے حضرت حلیمہ بہت خوش ہوئیں، ماں کی خوشی کو دیکھ کر آپ کا بھی چہرہ مبارک چمکنے لگا، حضرت حلیمہ اور ان کے شوہر جب مشرف باسلام ہوئے تو نبی مکرم ﷺ پر مسرت کے خاص آثار نمایاں ہوئے کہ آپ اپنے رضاعی والدین کے مسلمان ہونے سے بے حد خوش ہوئے، ماں سے محبت اور ان کے احترام کیلئے حضور علیہ السلام کا اپنی مقدس

*(مبلغ اسلام، مشہور عالم دین اور صاحبِ تصانیفِ کثیرہ)

(ماخوذ از ''اچھا برتاؤ'' القادری اسلامک پبلی کیشن، پاکستان، ہالینڈ، افریقہ)

چادر بچھانے کا واقعہ متعدد بار پیش آیا ایسے ہی ایک موقع کا ذکر اس حدیث میں موجود ہے:

''حضرت ابوالطفیل رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے نبی مکرم علیہ السلام کو مقام جعرانہ پر گوشت تقسیم کرتے دیکھا کہ اسی دوران ایک عورت آئی اور حضور علیہ السلام کے بالکل قریب پہنچ گئی، پس اس کے لئے آپ نے اپنی چادر بچھائی اور اس پر بیٹھ گئی، میں نے کہا یہ کون ہے؟ لوگوں نے بتایا یہ حضور علیہ السلام کی والدہ ہیں، جنہوں نے آپ کو دودھ پلایا''۔ (ابوداؤد)

اسلام نے ماں کے بعد عورتوں کے گروہ میں مردوں کیلئے ان کی بیویوں کو اہمیت دی ہے اور مرد کو بیوی سے اچھے برتاؤ کی ہدایت کی ہے، اس طرح کہ ہر مرد پر اپنی بیوی کیلئے اپنی استطاعت کے مطابق رہنے کیلئے مکان، اچھے کھانے، پینے اور لباس کا انتظام کرنے کی ذمہ داری عائد کی، نیز مرد کو بیوی سے محبت کرنے اس کی اچھی تربیت کرنے کا حکم دیا، اس کی غلطیوں سے درگذر کرنے کی تاکید کی، اس سے لڑنے جھگڑنے، اس کو مارنے پیٹنے سے منع فرمایا، درج ذیل ارشادات پر غور کیجئے اور عورتوں کے ساتھ اچھے برتاؤ کا طرقہ سیکھئے:

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا بیشک عورت پسلی سے پیدا کی گئی ہے، لہٰذا تمہارے لئے کبھی سیدھی نہ ہوگی، تو اس سے اور اس کی کجی سے فائدہ اٹھاؤ اگر اسے سیدھا کرنا چاہو گے تو اسے توڑ ڈالو گے، اور اس کا توڑنا طلاق ہے'' (مسلم شریف)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کوئی مومن مرد کسی مومنہ بیوی سے نفرت نہ کرے کہ اگر اس کی ایک عادت ناپسند ہے تو دوسری عادت سے خوش بھی ہوگا''۔ (مسلم شریف)

''ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا! تم میں سے اچھا وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے ساتھ اچھا ہے اور میں اپنے گھر والوں کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہوں اور جب تمہارا کوئی ساتھی فوت ہو جائے تو اس کا پیچھا چھوڑ دو'' (ترمذی شریف)

(باقی آئندہ)

امام احمد رضا پر ۶ اردیں پی. ایچ. ڈی

رضویات سے دلچسپی رکھنے والوں کیلئے یہ خبر یقیناً باعث مسرت ہوگی کہ ۱۵/اپریل ۲۰۰۴ء کو ڈاکٹر سید شاھد علی نورانی صاحب کی پی. ایچ. ڈی تھیس (عربی) ''الشیخ احمد رضا شاعراً عربیاً مع تدوین دیوانہ العربی'' پنجاب یونیورسٹی لاہور نے منظور کرلی۔ ملک کے معروف اسکالر اور عربی لسانیات و ادب کے محقق جناب ڈاکٹر ظہور احمد اظہر صاحب نگراں تھے جبکہ پروفیسر ڈاکٹر نصیب محمد ڈار، پشاور یونیورسٹی (خارجی) مناقشہ ممتحن تھے۔ تھیس کی منظوری کا نوٹیفکیشن نمبر Ph.D.16/2004 ۱۵/اپریل کو جاری کیا گیا ہے۔

طلبا کا معارف

اسلام میں استاذ کا مقام

﴿فتاویٰ رضویہ کی روشنی میں﴾

از: مولانا محمد افروز قادری*

اسلام ایک فطری اور آفاقی مذہب ہے۔ اس نے اپنے پیروؤں کے لئے شاہ راہِ حیات کے ہر موڑ پر ہدایتوں کے چراغ روشن کیے ہیں۔ اس لیے آبشارِ اسلام پر ٹوٹی ہوئی روحوں کو آسودگیِ دل و جاں کے لیے کسی اور جگہ جانے کی چنداں حاجت نہیں، بلکہ تسکینِ قلب وجگر اور تطہیرِ نظر کا سب کچھ سامان اسلام کی رحمت میں موجود ہے۔ اسلام نے جہاں حقوق اللہ کا مقام بتایا ہے وہیں حقوق العباد کی اہمیت وعظمت بھی اجاگر کر دی ہے۔ ماں باپ کی حرمت و تقدیس اپنی جگہ مگر از روئے اسلام استاذ کا مرتبہ ومقام بہت بلند ہے کہ والدین تو اس پیکرِ خاکی کو محض بزمِ عالم میں لانے کے سبب ہیں جب کہ اس کی حقیقی تعلیم وتربیت اور ایک اچھے انسان بنانے کا سہرا استاذ کے سر جاتا ہے۔ چنانچہ اس مضمون کو مجدّدِ اسلام امام احمد رضا خاں محدث بریلوی قدس سرہ العزیز نے یوں بیان فرمایا ہے:

''اساتذہ وشیوخِ علوم شرعیہ بلاشبہ آبائے معنوی وآبائے روح ہیں جن کی حرمت وعظمت آبائے جسم سے زیادہ ہے کہ وہ پدرِ آب وگل ہیں اور یہ پدرِ جان ودل''

علامہ مناوی تیسیر جامع صغیر میں فرماتے ہیں:

من علم الناس ذاک خیراً ذاک ابو الروح لاابو النطف

''جو شخص لوگوں کو علم سکھائے وہ بہترین باپ ہے کیونکہ وہ بدن کا نہیں روح کا باپ ہے''

علامہ حسن شرنبلالی ''غنیۃ ذوی الاحکام: حاشیہ ''درروغرر'' میں فرماتے ہیں:

الواحد اھو والد التربیة فرتبته فائقة رتبة و الدو التبنیة

یعنی ''اعلیٰ درجہ کا باپ استاذ مربی ہے، اس کا مرتبہ پدرِ نسب کے مرتبہ سے زائد ہے''

عین العلم شریف میں ہے:

یبر الوالدین فالعقوقمن الکبائر ویقدم حق المعلم علی حقھمافھو سبب حیوٰة الروح

''والدین کے ساتھ نیکی کرنی چاہیے کیونکہ ان کی نافرمانی بہت بڑا گناہ ہے، اور استاذ کے حق کو والدین کے حق پر مقدم رکھنا چاہیے کیونکہ وہ زندگی کی روح کا ذریعہ ہے''۔

(فتاویٰ رضویہ، ص ۵۲-۴۵۱، ج ۲۱ مطبوعہ مرکز اہلسنّت برکات رضا، گجرات)

معلوم ہوا کہ اساتذۂ کرام کسی طرح باپ سے کم نہیں، یہ اور بات ہے کہ دونوں کی پدریت الگ الگ معنی پر ہے۔ خود معلم کائنات فخرِ موجودات ﷺ کے اس قول سے بھی اس بات کی تائید ہوتی ہے کہ استاذ بمنزلۂ باپ ہوتا ہے۔

انا بمنزلة الوالد اعلمکم

''میں تمہارے لیے باپ کی حیثیت رکھتا ہوں (کیونکہ) میں تمہیں علم سکھاتا ہوں''

*(استاذ: مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا، [illegible] شریف)

بلکہ علماء فرماتے ہیں کہ استاذ کے حق کو والدین کے حق پر مقدم رکھنا چاہیے کیونکہ والدین کے ذریعے بدن کی زندگی ہے اور استاذ روح کی زندگی کا سبب ہے۔

اعلیٰ حضرت سے ایک شخص کے بارے میں سوال کیا گیا کہ جو ذات کا بہت نیچا تھا مگر اس نے اپنا آبائی پیشہ ترک کر کے ایک سید صاحب کے پاس شبانہ روز کی موٹی گاڑھی محنت صرف کر کے علم کی دولت سے بہرہ مندی حاصل کر لی اور پھر اپنے استاذ سے مقابلہ شروع کر دیا، حد یہ کہ اس نے حقِ استاذی سے انکار کر دیا، اور ابتداء میں قرآن پڑھنے کو اہمیت نہ دی، آیا اس کا یہ عمل شریعت کی نظر میں محمود ہے یا مردود؟

جواب میں اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

اللّٰھم ھدایۃ الحق والصواب، ہر کہ رادر کوچۂ علم گزرے و برفقہ وحدیث نظرے ست روشن تر از سپیدۂ صبح می داند کہ آنکس بایں حرکات خودش داد نا حفاظیہا داد بوجوہ چند قدم از دائرۂ شرع نھاد............الخ

''اے اللہ! حق اور خالص صواب کی ہدایت فرما جسے کوچۂ علم میں گزر اور جس کی فقہ وحدیث پر نظر ہے۔ وہ صبح کی سفیدی سے بھی واضح طور پر جانتا ہے کہ اس شخص نے اپنی ان حرکتوں سے نالائقی کا حق ادا کر دیا ہے اور بیشمار وجوہ کی بنا پر شریعت کے دائرے سے قدم باہر رکھ چکا ہے''۔

(فتاویٰ رضویہ، ج۲۱: ۴۱۶، جلد۲۴، مطبوعہ مرکز اہلسنّت برکات رضا، گجرات)

اول: استاذ کی ناشکری جو کہ خوفناک بلا اور تباہ کن بیماری ہے، اور علم کی برکتوں کو ختم کرنے والی (خدا کی پناہ) دو جہاں کے سردار ﷺ نے فرمایا ہے:

من لم یشکر الناس لم یشکر اللّٰہ جس نے لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کیا اس نے اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا نہیں کیا۔

قرآن کریم میں اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرمایا ہے:

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِيْدٌ

''اگر تم نے شکر ادا کیا تو بیشک میں تمہیں اور زیادہ دوں گا اور اگر ناشکری اختیار کرو گے (جان لو) بیشک میرا عذاب سخت ہے''۔

نیز ارشاد فرمایا!

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ

''بیشک اللہ تعالیٰ ہر اترنے والے کو پسند نہیں فرمایا''

یہ بھی فرمایا!

من اولی معروفا فلم یجد له جزاء الاالثناء فقد شکره ومن کتمه فقد کفر

''جس کے ساتھ نیکی کی گئی وہ سوائے تعریف کے محسن کے لیے کچھ نہ کر سکا تو اس کا شکریہ ادا کر دیا اور جس نے اس احسان کو چھپایا وہ کافر نعمت (ناشکرا) ہوا۔

(بخاری، ادب المفرد، ابوداؤد، ترذی ابن حبان مقدسی از جابر بن عبداللہ)

دوم: استاذ کے حقوق کا انکار جو مسلمانوں بلکہ تمام عقل والوں کے اتفاق کے خلاف ہے، یہ بات ناشکری سے جدا ہے کیونکہ ناشکری تو یہ ہے کہ احسان کے بدلے کوئی نیکی نہ کی جائے اور انکار یہ ہے کہ سرے سے احسان ہی کو نہ مانا جائے اور یہ کہنا کہ استاذ نے تو مجھے صرف ابتداء میں پڑھایا تھا اس کے لیے کچھ مفید نہیں کیونکہ اس بات پر اتفاق ہے اور حدیث شریف **من لم یشکر القلیل لم یشکر الکثیر** جس نے تھوڑے احسان کا شکریہ ادا نہیں کیا اس نے زیادہ کا بھی شکریہ نہیں کیا۔

سوم: اس شخص نے نیکی کو حقیر جانا اور ابتدائی تعلیم کے احسان کی کچھ قدر نہ کی۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

لاتحقرن من المعروف شيئا ولوان تلقىٰ اخاک بوجه طليق

''ہرگز کوئی شخص نیکی کو معمولی نہ سمجھے گو کہ اتنی ہو کہ تو اپنے بھائی کو مسکرا کر ملے''

آپ نے یہ بھی فرمایا:

يا نساء المسلمات لاتحقرن جارة اجارتها ولوفرسن شاة

''اے مسلمان عورتوں! کوئی عورت بھی اپنی پڑوسن کے ہدیے کو حقیر نہ سمجھے اگر چہ بکری کا کُھر کیوں نہ ہو''۔

ایک اور حدیث میں آیا ہے:

ولو بظلف محرق ''اگر چہ جلا ہوا کُھر ہی کیوں نہ ہو''۔

عورتوں کو خاص طور پر اس لیے فرمایا کہ ناپسندیدگی اور ناشکری میں عورتیں مردوں سے بڑھ کر ہوتی ہیں۔ سبحان اللہ! شاید اس شخص نے پرخلوص ابتدائی تعلیم اور روح کی پرورش کو جلے ہوئے کُھر سے بھی حقیر اور کم مرتبہ جانا کہ اسے کچھ اہمیت ہی نہیں دیتا اور نہ ہی اس کا کوئی حق شمار کرتا ہے۔

چہارم: خدا کی پناہ استاذ کی ابتدائی تعلیم کو حقیر جاننا قرآن مجید اور فقہ کی مختصر کتابوں کی بے ادبی کی طرف راجع ہے گویا کہ جس نے انہیں پڑھا اس نے کچھ بھی نہیں پڑھا اگر چہ وہ شخص اسے لازم پکڑتا معاملہ یقیناً کفر کی حد تک پہنچ جاتا۔ اب بھی یہ بات شدید حرام اور بدترین خبیث ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے عفو و عافیت طلب کرتے ہیں۔

علماء فرماتے ہیں ایک آدمی نے اپنے لڑکے کو ایک استاذ کے سپرد کیا، لڑکے نے سورۂ فاتحہ پڑھی تھی کہ باپ نے چار ہزار دینار شکریے کے طور پر بھیجے، استاذ نے کہا؛ ابھی آپ نے کیا دیکھا ہے کہ اتنی مہربانی فرمائی؟ باپ نے کہا اس کے بعد میرے لڑکے کو ہرگز نہ پڑھانا کہ تمہارے دل میں قرآن مجید کی عزت ہی نہیں۔ والعیاذ باللہ سبحانہ وتعالیٰ۔

پنجم: استاذ کا مقابلہ کرنا یہ بھی ناشکری سے زائد ہے۔ کیوں کہ ناشکری تو یہ ہے کہ شکر نہ کیا جائے اور مقابلے کی صورت میں بجائے شکر کے اس کی مخالفت بھی ہے۔ دیکھیے جو شخص احسان کو پیشِ نظر نہیں رکھتا اس نے احسان کی ناشکری کی ہے جیسے کہ ہم نے احادیث سے ثابت کیا جس نے احسان کے بدلے برائی کی اس نے تو ناشکری سے بھی بڑا گناہ کیا اور یہ اسی طرح ہے کہ جیسے باپ کی نافرمانی کی جائے کیونکہ استاذ کو باپ کے برابر شمار کیا گیا ہے۔ اسی لیے نبی کریم ﷺ نے فرمایا!

انا بمنزلة الوالد اعلمكم

''میں تمہارے لیے باپ کی حیثیت رکھتا ہوں، میں تمہیں علم سکھاتا ہوں''

امام بخاری، مسلم اور ترمذی نے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! کیا میں تمہیں سب سے بڑا گناہ نہ بتادوں؟ یہ بات آپ نے تین دفعہ فرمائی۔ صحابہ نے عرض کیا؛ فرمایئے۔ آپ نے فرمایا! اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا اور والدین کی نافرمانی کرنا اور اگر اس قسم کی حدیثیں گننا شروع کردی جائیں تو ان کے لیے دفتر درکار ہوگا۔

ششم: یہ اسی طرح ہے جس طرح ایک غلام اپنے آ

سے بھاگ جائے۔

طبرانی نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ سید عالم ﷺ فرماتے ہیں:

من علم عبدآیة من کتاب الله تعالیٰ فهو مولاه

''جس نے کسی آدمی کو قرآن مجید کی ایک آیت پڑھائی، وہ اس کا آقا ہے''

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں:

من علمنی حرفاً فقد صیرنی عبدا ان شاء باع وان شاء اعتق

''جس نے مجھے ایک حرف سکھایا اس نے مجھے اپنا غلام بنالیا چاہے تو مجھے بیچ دے اور چاہے تو آزاد کردے۔''

امام شمس الدین سخاوی حدیث کے امیر المومنین، شعبہ بن حجاج رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:

من کتبت عنه اربعة احادیث اور خمسة فانا عبده حتیٰ اموت

''جس سے میں نے چار یا پانچ حدیثیں لکھیں ہیں اس کا تاحیات غلام ہوں''

بلکہ انہوں نے فرمایا:

ماکتبت عن احد حدیثا الاو کنت له عبدا ماحی

''جس سے میں نے ایک حدیث لکھی ہے اس کا عمر بھر غلام رہا ہوں''

یہ حدیثیں اور روایتیں اس باطل خیال کو جڑ سے اکھیڑ دیتی ہیں کہ ابتدائی تعلیم کی کیا قدر ہے اور واضح ہے کہ آقا سے بھاگ جانا بہت بڑا گناہ ہے حتیٰ کہ سید عالم ﷺ نے بھاگنے والے غلام کو کافر فرمایا ہے۔

ہفتم: اپنے آپ کو استاذ سے افضل قرار دیتا ہے اور یہ خلاف مامور ہے۔

طبرانی نے اوسط میں اور ابن عدی نے کامل ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں:

تعلموا الغلم وتعلموا للعلم السکینة والوقار وتواضعوا المن تعلمون منه.

''علم سیکھو اور علم کے لیے ادب و احترام سیکھو، جس استاذ نے تجھے علم سکھایا ہے اس کے سامنے عاجزی اور انکساری اختیار کرو''

عقل مند اور سعادت مند اگر استاذ سے بڑھ بھی جائیں تو اسے استاذ کا فیض اور اس کی برکت سمجھتے ہیں اور پہلے سے بھی زیادہ استاذ کے پاؤں کی مٹی پر سر ملتے ہیں۔

آخر ای بادِ صبا ایں ہمہ آوردۂ تست

''آخر اے بادِ صبا! سب ترا احسان ہی تو ہے''

بے عقل اور شریر اور ناسمجھ جب طاقت و توانائی حاصل کر لیتے ہیں تو بوڑھے باپ پر ہی زور آزمائی کرتے ہیں اور اس کے حکم کی خلاف ورزی اختیار کرتے ہیں، جلد نظر آجائے گا کہ جب خود بوڑھے ہوں گے تو اپنے کیے ہوئے کی جزا اپنے ہاتھ سے چکھیں گے جیسا کرو گے ویسا بھرو گے اور آخرت کا عذاب سخت اور ہمیشہ رہنے والا ہے۔

ہشتم: علماء فرماتے ہیں کہ استاذ کا شاگرد پر یہ بھی حق ہے کہ استاذ کے بستر پر نہ بیٹھے اگرچہ استاذ موجود نہ ہو۔

درمختار کے حاشیہ پر مرقوم ہے کہ عالم کا حق جاہل پر اور استاذ کا حق شاگرد پر برابر ہے کہ اس سے پہلے بات نہ کرے، اس کی

جگہ نہ بیٹھے اگر چہ وہ موجود نہ ہو اور اس کی بات کو رد نہ کرے اور چلنے میں اس سے آگے نہ ہو، لہٰذا کس طرح جائز ہوگا کہ استاذ کو طاقت کے ذریعے اس کے مرتبے سے گرا کر خود اس کی جگہ بیٹھا جائے اور لافیں ماری جائیں حالانکہ بیٹھنے کی جگہ اور معاش میں اسی طرح بستر اور مرتبے میں واضح فرق ہے۔ (یعنی جب استاذ کی جگہ اور اس کے بستر پر بیٹھنا نہیں چاہیے تو اس کے ذریعہ معاش اور مرتبے کو چھیننا کس طرح درست ہوگا)۔

نہم: اسی طرح علما نے فرمایا کہ شاگرد کو بات اور چلنے میں استاذ سے آگے نہیں بڑھنا چاہیے جیسے کہ ابھی گزرا۔ پھر یہ کس طرح درست ہوگا کہ استاذ کو مجبور کر کے پیچھے ہٹا دیا جائے اور خود منصب امامت سنبھال لیا جائے۔ (۴۲۱-۲۴)

یعنی استاذ کے حق کو اپنے ماں باپ اور تمام مسلمانوں کے حق سے مقدم رکھے اور جس نے اسے اچھا علم سکھایا اگر چہ ایک ہی حرف پڑھایا ہو اس کے لیے تواضع کرے اور لائق نہیں کسی وقت اس کی مدد سے باز رہے اپنے استاذ پر کسی کو ترجیح نہ دے۔ اگر ایسا کرے گا تو اس نے اسلام کی رسیوں سے ایک رسی کھول دی اور استاذ کی تعظیم سے ہے کہ وہ اندر ہو اور یہ حاضر ہوا تو اس کے دروازہ پر ہاتھ نہ مارے بلکہ اس کے باہر آنے کا انتظار کرے۔

عالم گیری میں نیز امام حافظ الدین کردری سے ہے:

قال الزندویسی حق العالم علی الجاھل و حق الاستاذ علی التلمیذ واحد علی السواء وھو ان لایفتتح بالکلام قبلہ و لا یجلس مکانہ وان غاب و لایرد علی کلامہ و لا یتقدم علیہ فی مشیہ

یعنی "امام زندوسی نے فرمایا کہ عالم کا حق جاہل اور استاذ کا حق شاگرد پر یکساں ہے اور وہ یہ کہ اس سے پہلے بات نہ کرے اور اس کے بیٹھنے کی جگہ اس کی غیبت (عدم موجودگی) میں بھی نہ بیٹھے اور چلنے میں اس سے آگے نہ بڑھے"۔ (۴۵۲-۲۱)

اسی میں غرائب سے ہے:

ینبغی لرجل ان یراعی حقوق استاذہ و آدابہ لایضن بشی من مالہ

"آدمی کو چاہیے کہ اپنے استاذ کے حقوق و آداب کا لحاظ رکھے اپنے مال میں کسی چیز سے اس کے ساتھ بخل نہ کرے یعنی جو کچھ اسے درکار ہو بخوشی خاطر حاضر کرے اور اس کے قبول کر لینے میں اس کا احسان اور اپنی سعادت جانے"

اسی میں تاتارخانیہ سے ہے:

یقدم حق معلمہ علی حق ابویہ وسائر المسلمین ویتواضع لمن علمہ لفظاً و لا ینبغی ان یخذلہ و لا یستاثر علیہ احد فان فعل ذلک فقد فصم عروۃ من عری الاسلام ومن اجلالہ ان لایقرع بابہ بل ینتظر خروجہ

یعنی "استاذ کے حق کو اپنے ماں باپ اور تمام مسلمانوں کے حق سے مقدم رکھے اور جس نے اسے اچھے علم سکھایا اگر چہ ایک ہی حرف پڑھایا ہو اس کے لیے تواضع کرے اور لائق نہیں کہ کسی وقت اس کی مدد سے باز رہے، اپنے استاذ پر کسی کو ترجیح نہ دے، اگر ایسا کرے گا تو اس نے اسلام کی رسیوں سے ایک رسی کھول دی، استاذ کی تعظیم یہ ہے کہ وہ اندر ہو اور یہ حاضر ہو تو اس کے دروازہ پر ہاتھ نہ مارے بلکہ اس کے باہر آنے کا انتظار کرے"۔

☆☆☆

بچوں کا معارف

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

ترتیب و پیشکش: صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری

پیارے بچو! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آج ہم تمہیں ان مسلمانوں کے متعلق بتائیں گے جو حضور اکرم ﷺ کی دعوت پر ایمان لانے والے سب سے پہلے مسلمان تھے۔ ان کو صحابیِ رسول کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ صحابی، صحبت سے ہے، اس کی جمع صحابہ اور اصحاب ہے۔ صحابی وہ ہے جس نے ایمان کی حالت میں حضورِ اکرم ﷺ کی زیارت کی (یعنی آپ ﷺ کو دیکھا) اور ایمان ہی کی حالت میں وہ اس دنیا سے رخصت ہوا۔ ان میں انسان بھی ہیں اور جن بھی۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم امتِ محمدیہ میں سب سے افضل ہیں کیونکہ انہوں نے ہی اسلام کی طرف سب سے سبقت کی اور دینِ اسلام کی نشر واشاعت اور حضورِ اکرم ﷺ کی نصرت و حمایت اور محبت وعقیدت میں طرح طرح کی تکالیف اٹھائیں اور اپنی جان، مال، گھر بار، عزت وآبرو سب کچھ اللہ کی راہ میں قربان کردیا، یہاں تک اللہ تعالیٰ کا کلمہ بلند ہوا اور اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ دینِ اسلام کی تکمیل کے بعد اس دنیا سے اپنے رفیق اعلیٰ (اللہ تعالیٰ) کے پاس تشریف لے گئے۔

بچو! یاد رکھو اب قیامت تک آنے والا کوئی بڑے سے بڑا ولی، صالح بزرگ کسی صحابی کے رتبہ کو ہرگز نہیں پہنچ سکتا۔ قرآنِ مجید میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کی شان یوں بیان کی ہے:

رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ ط (سورۃ البینہ ۹۸-آیت نمبر ۸)

یعنی ''اللہ تعالیٰ ان سے راضی اور وہ اس سے راضی''

حضور سید عالم ﷺ کے تمام صحابہ کرام عادل اور سچے ہیں۔ ان کو برا بھلا کہنے والا گمراہ اور بددین ہے۔ ہمارے آقا و مولیٰ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

''میرے اصحاب پر دشنام طرازی نہ کرو، جس نے میرے اصحاب پر دشنام طرازی کی اس پر اللہ تعالیٰ، ملائکہ اور تمام دنیا والوں کی لعنت ہے، اللہ تعالیٰ اس سے نہ کوئی نفل قبول کرے نہ فرض (یعنی اس کا کوئی بھی نیک عمل قبول نہ ہوگا)''

ان صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے چار ایسے بزرگ ہیں جن کو ہم خلفائے اربعہ کے نام سے یاد کرتے ہیں وہ یہ ہیں:

(۱) خلیفۂ اول حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

(۲) خلیفۂ دوم حضرت سیدنا عمر بن خطاب، فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ

(۳) خلیفۂ سوم حضرت سیدنا عثمان غنی بن عفان، ذوالنورین رضی اللہ عنہ

(۴) خلیفہ چہارم حضرت سیدنا مولیٰ علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم و رضی اللہ عنہ۔

انہی چار برگزیدہ صحابۂ کرام کو خلفائے راشدین بھی کہتے ہیں۔ یہ چاروں صحابۂ کرام بزرگی و مرتبہ میں بھی اسی ترتیب سے ہیں ''خلیفہ'' کے معنی ہیں قائم مقام اور نائب کے، سید عالم ﷺ کے وصال شریف کے بعد یہ حضراتِ گرامی آپ ﷺ کے قائم مقام کی حیثیت سے مسلمانوں کے پیشوا چنے گئے۔ خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بعد عشرہ مبشرہ، پھر اصحابِ بدر، پھر اصحابِ احد، پھر اصحابِ بیعت رضوان اور پھر باقی دیگر صحابۂ کرام کا مرتبہ ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ عشرہ مبشرہ درج ذیل دس صحابۂ کرام کو کہتے ہیں جن کو رسولِ اکرم ﷺ نے ان کی زندگی ہی میں جنت کی بشارت

دی۔ ان میں چاروں خلفائے راشدین بھی شامل ہیں ان کے علاوہ چھ حضراتِ صحابہ یہ ہیں:

(۱) حضرت طلحہ　　(۲) حضرت زبیر بن عوام
(۳) حضرت عبدالرحمٰن بن عوف　　(۴) حضرت سعد بن ابی وقاص
(۵) حضرت سعید بن زید اور　　(۶) حضرت ابوعبیدہ بن جراح

رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

مدینہ منورہ کے جنوب مغرب میں تقریباً ۱۵۰ رکلومیٹر پر بدر نام کا ایک کنواں ہے۔ ۲ھ میں اسی مقام پر کفار مکہ نے جارحیت کی تھی اور حضور اکرم نور مجسم ﷺ نے صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ اسلام کی پہلی دفاعی جنگ لڑی تھی اور کافروں کو شکست فاش دی تھی۔ ان میں شریک صحابۂ کرام کو اصحاب بدر کہتے ہیں، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اکرم ﷺ نے اس جنگ میں شریک مجاہدینِ اسلام کو جنتی ہونے کا مژدہ سنایا تھا۔

اصحاب اُحد وہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں جو ۳ھ میں اسلام کی دوسری دفاعی جنگ میں مدینہ منورہ سے تقریباً ۵ رکلومیٹر شمال میں اُحد نامی پہاڑی سلسلہ کی گھاٹی میں اپنے سالارِ اعظم سید عالم ﷺ کے ساتھ شریک جہاد ہوئے۔ جنگ اُحد میں شریک مجاہدین کو بھی اللہ تعالیٰ نے جنت کی خوشخبری سنائی۔

۶ھ میں سید عالم ﷺ ۱۵۰۰ رصحابۂ کرام کے ساتھ عمرہ کی نیت سے احرام کی حالت میں بغیر اسلحہ کے عازم مکۃ المکرّمہ ہوئے، مکۃ المکرّمہ سے تقریباً ۲۲ رکلومیٹر شمال میں وادیٔ حدیبیہ کے مقام پر کفار مکہ نے آپ کو روکا۔ آپ نے حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ کو کفار مکہ کی طرف اپنا سفیر بنا کر بھیجا کہ وہ ان کو سمجھائیں کہ مسلمان جنگ کے لئے نہیں آئے ہیں، وہ احرام کی حالت میں ہیں بغیر اسلحہ کے ہیں اور عمرہ کر کے واپس مدینہ شریف لوٹ جائیں گے۔ اسی دوران کفارِ مکہ نے یہ افواہ اڑادی کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو مکہ مکرمہ میں شہید کر دیا گیا، حضور اکرم ﷺ نے تمام صحابہ کو جمع کر کے ایک درخت کے نیچے اپنے دست مبارک پر اسلام کی خاطر جہاد کی بیعت لی اس بیعت کو ''بیعت رضوان'' یعنی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اکرم ﷺ سے رضامندی کی بیعت کہتے ہیں اور جو صحابہ کرام اس بیعت سے مرید ہوئے انہیں اصحاب بیعت رضوان کہتے ہیں۔ ان مقدس حضرات کے علاوہ خاتون جنت سیدنا فاطمہ الزہراہ سیدنا حضرت امام حسن، سید الشہداء سیدنا حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بھی سید عالم ﷺ نے جنت کی بشارت دی ہے۔

پیارے بچو! ہم مسلمان ہیں، حضور اکرم ﷺ کی ذاتِ مبارک اور ان سے نسبت رکھنے والی ہر شے اور ذات سے محبت رکھنا اور اس کی عزت واحترام کرنا ہمارے ایمان کی اصل ہے۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا احترام، ان سے محبت، ان کی عزت اور ادب ہم پر واجب ہے۔ جب بھی ہم کسی صحابی کا نام لیں یا سنیں یا لکھیں یا پڑھیں، ہمیں ادب واحترام اور محبت سے رضی اللہ تعالیٰ عنہ (اور دو صحابہ کیلئے رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور تین یا اس سے زیادہ کیلئے رضی اللہ تعالیٰ عنہم یا رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) کہنا، لکھنا یا پڑھنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو اپنا اپنے محبوبوں سے محبت کرنے والا باادب بندہ بنائے اور بے ادب اور گستاخ کی صحبت سے اپنی پناہ میں رکھے۔ آمین بجاہِ سید المرسلین صلی اللہ علیہ والہٖ وصحبہ واولیائے امّتہ وعلمائے ملتہ اجمعین وبارک وسلم۔

ان کے مولیٰ کی ان پر کروڑوں درود
ان کے اصحاب و عشرت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

معارف اسلام
(اسلامی معلومات کا خزانہ)

اُسوۂ حسنہ کے چراغ

مرتب: علامہ سید آل حسنین میاں قادری برکاتی*

﴿۱۲۶﴾ سفر و حضر میں سات چیزیں ہمیشہ حضور علیہ السلام کیساتھ رہتیں
(۱) تیل کی شیشی (۲) کنگھی (ہاتھی دانت کی بھی)
(۳) سیاہ رنگ کی سرمہ دانی (۴) قینچی
(۵) مسواک (۶) آئینہ (۷) لکڑی کی ایک پتلی کھپچی

﴿۱۲۷﴾ حضور اکرم علیہ السلام نے اعلائے کلمۃ الحق کے راستے میں بہت ایذائیں جھیلیں لیکن سخت ترین دن وہ تھا جب آپ تبلیغ اسلام کیلئے طائف گئے وہاں دعوت اسلام کے جواب میں لوگ سخت بداخلاقی سے پیش آئے۔ اوباشوں لفنگوں کو پیچھے لگادیا۔ یہ غنڈے بدمعاش آپ پر ٹوٹ پڑے اور پتھر مارنے شروع کر دیے۔ آپ جدھر کا رخ کرتے یہ غول آپ کے پیچھے پتھراؤ کرتا چلا آتا۔ حضرت زید نے اپنے جسم کو آپ کی ڈھال بنا رکھا تھا۔ اتنی سنگ باری ہوئی کہ جسم مبارک لہولہان ہو گیا اور نعلین پاک خون سے بھر گئے۔ آخر آپ نے بڑی مشکل سے ایک باغ میں انگور کی بیلوں میں پناہ لی۔ حضرت زید نے جسم اطہر کا خون پوچھا، نعلین مبارک میں اتنا خون جم گیا تھا کہ آپ وضو کرتے وقت مشکل سے اپنا پاؤں نکال سکے۔ حضور اکرم علیہ السلام نے فرمایا یہ میرے لیے سخت ترین دن تھا۔ میں باغ سے نکل کر غم زدہ آ رہا تھا کہ اچانک بادل کے ایک ٹکڑے نے میرے اوپر سایہ کر لیا، میں نے جو نظر اٹھا کر دیکھا تو جبرئیل علیہ السلام تھے۔ انہوں نے کہا جو کچھ آپ کے ساتھ ہوا ہے حق تعالیٰ نے اسے دیکھا اور اگر آپ کی مرضی ہو تو طائف کے دونوں پہاڑوں کو باہم ملا کر یہاں کی جملہ آبادی کو تہس نہس کر دیا جائے۔ میں نے کہا نہیں! میں ان کی ہلاکت و بربادی نہیں چاہتا، مجھے خدا کے فضل سے امید ہے کہ حق تعالیٰ انہیں میں سے ایسے لوگ پیدا کرے گا جو خدائے واحد کی عبادت کریں گے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ گیارہ سال بعد یہی اہل طائف تھے جو حضور انور علیہ السلام کی عداوت سے دست بردار ہو کر آپ کے قدموں میں گر پڑے تھے۔

﴿۱۲۸﴾ رسول اللہ علیہ السلام نے رات کو بھوکے سونے سے منع فرمایا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اس سے بڑھاپا جلدی آتا ہے۔

﴿۱۲۹﴾ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک بار عرض کیا یا رسول اللہ علیہ السلام کیا وجہ ہے کہ آپ فصاحت میں ہم سے بالاتر ہیں حالانکہ آپ ہم سے کبھی جدا نہیں ہوئے۔ فرمایا میری زبان اسماعیل علیہ السلام کی زبان ہے جسے میں نے خاص طور سے سیکھا ہے اسے جبرئیل علیہ السلام مجھ تک لائے اور میرے ذہن نشین کرادی۔

﴿۱۳۰﴾ حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ نے سرکار ابد قرار علیہ السلام سے ایک بار سوال کیا کہ آپ اپنے مسلک کی وضاحت کریں

*(سجادہ نشین: آستانۂ عالیہ قادریہ برکاتیہ، نوریہ، مارہرہ مطہرہ، انڈیا)

حضور اقدس ﷺ نے فرمایا! عرفان میرا سرمایہ ہے، عقل میرے دین کی اصل ہے، محبت میری بنیاد ہے، شوق میری سواری ہے، ذکر الٰہی میرا مونس ہے، اعتماد میرا خزانہ ہے، حزن میرا رفیق ہے، علم میرا ہتھیار ہے، صبر میرا لباس ہے، خدا کی رضا میری غنیمت ہے، عاجزی میرے لیے وجہ اعزاز ہے، زہد میرا پیشہ ہے، یقین میری طاقت ہے، صدق میرا سفارشی ہے، طاعت میرا بچاؤ ہے، جہاد میرا کردار ہے اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔

﴿۱۳۱﴾ براق لفظ برق سے ماخوذ ہے اس سواری کی رفتار بجلی کی مانند تیز تھی، اس لیے اسے براق کہا گیا، برق کی شرح رفتار ایک لاکھ چھیاسی ہزار میل فی سیکنڈ ہے اور روایات میں آیا ہے کہ براق ایسی تیز رفتار سواری تھی کہ جہاں حد نظر ختم ہوتی تھی وہاں اس کا پہلا قدم پڑتا تھا۔

﴿۱۳۲﴾ مسند احمد بن حنبل اور سیرت ابن اسحٰق کی روایت یہی ہے کہ حضور ﷺ نے سفرِ معراج سے واپسی پر بیت المقدس میں تمام انبیاء اور ملائکہ کی امامت فرمائی۔

﴿۱۳۳﴾ سفرِ معراج میں حضورِ اقدس ﷺ پہلے آسمان پر حضرت آدم علیہ السلام سے ملے، ان کے دائیں جانب اہل جنت تھے اور بائیں طرف اہل دوزخ۔ پہلے آسمان پر حضور ﷺ نے نہر کوثر بھی دیکھی جس کے کناروں پر جواہر کے محل بنے ہوئے تھے۔ دوسرے آسمان پر حضور ﷺ کی ملاقات حضرت یحیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام سے ہوئی۔ تیسرے آسمان پر حضرت یوسف علیہ السلام حضور ﷺ سے ملے۔ چوتھے آسمان پر حضرت ادریس علیہ السلام نے آپ سے بات چیت کی، پانچویں آسمان پر حضرت ہارون اور چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰ علیہما السلام سے ملے۔ ساتویں آسمان پر سرور کائنات ﷺ کی ملاقات سیدنا ابراھیم سے ہوئی۔ علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام۔

﴿۱۳۴﴾ مسلمانوں نے حدیبیہ میں پڑاؤ ڈالنے کے بعد رسول اللہ ﷺ کو خبر دی کہ یہاں کہیں پانی نہیں ہے، آنحضرت ﷺ نے اپنے ترکش سے تیر نکال کر ایک صحابی کو دیا کہ اسے کسی وادی کے کسی کنویں میں نصب کر دو جوں ہی ایسا کیا گیا کنویں سے پانی جوش مار کر ابل پڑا اور سب انسانوں اور جانوروں نے سیراب ہو کر پانی پیا۔

﴿۱۳۵﴾ یہودیوں نے ایک جادوگر لبید بن اعصم کے ذریعہ رسول اللہ ﷺ پر جادو کرایا تھا۔ اس سے آپ کو اور تو کوئی نقصان نہیں پہنچا البتہ یہ اثر ظاہر ہوا کہ آپ نا کردہ دنیوی کاموں کی نسبت یہ خیال کرنے لگتے کہ کر چکے ہیں، چالیس روز تک جادو کا اثر رہا۔ اس کے بعد آپ نے صحت یابی کیلئے دعا کی اور فرشتوں نے حضور کی جادو کی ساری تفصیل بتائی۔ حضور ﷺ نے حضرت علی اور حضرت عمار بن یاسر کو ایک کنویں پر بھیجا اس کنویں سے رسول اللہ ﷺ کی مومی تصویر برآمد ہوئی، اس میں سوئیاں چبھی ہوئی تھیں اور ایک دھاگہ بندھا تھا جس میں گیارہ گانٹھیں تھیں۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے سورۂ فلق اور سورۂ ناس نازل فرمائیں ان کی ہر آیت پڑھنے سے ایک ایک گرہ کھلتی گئی اور سوئیاں نکلتی گئیں اور حضور انور ﷺ پر سے جادو کا اثر اترتا گیا۔

معارف کتب

مولانا سید صابر حسین شاہ بخاری*

''اہل تصوف کا تصورِ جہاد''

ایک مطالعہ ایک جائزہ

صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری کی مصنفہ درج بالا کتاب پر معروف محقق وصاحب تصانیف کثیرہ مولانا سید صابر حسین شاہ بخاری صاحب نے نقد ونظر پیش کیا ہے، جو مضمون کی صورت میں قارئینِ کرام کے مطالعہ کیلئے پیشِ خدمت ہے۔ (مدیر)

عالی قدر مولانا صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری صاحب مدظلہ العالی دنیائے اہلسنّت کے علمی حلقوں میں محتاج تعارف نہیں۔ مختلف موضوعات پر آپ کے محققانہ اور عارفانہ مقالات اہل نظر کی نذر ہو چکے ہیں۔ آپ ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل کے روح رواں اور علمی وتحقیقی مجلّہ ماہنامہ ''معارف رضا'' کراچی کے مدیر اعلیٰ ہیں۔

زیر تبصرہ مقالہ اصل میں آپ نے مشہور دینی مجلّہ ماہنامہ ''جامِ نور'' دہلی کے ''جہاد نمبر'' کیلئے قلمبند فرمایا جو اس عظیم نمبر کی زینت بنا۔ اب یہ مقالہ مزید مفید اضافات کے ساتھ اپنی اہمیت و افادیت کے پیش نظر رضا اکیڈمی لاہور کے زیر اہتمام کتابی صورت میں چھپ کر سامنے آیا ہے۔ نہ صرف سرورق نہایت جاذب نظر اور دلکش ہے بلکہ کتابت طباعت بھی معیاری ہے۔

عصر حاضر میں اسلام کے پاکیزہ تصور جہاد پر جس جابکدستی سے شب خون مارا گیا اور مسلمانوں کو دہشت گرد کہا گیا، ضروری ہے کہ اسلام کے صحیح نظریۂ جہاد پر روشنی ڈالی جائے اور ان معترضین کو منہ توڑ جواب دیا جائے جو جہاد کی غلط تعبیر میں مصروف ہیں۔ اسی جذبۂ جہاد سے سرشار ہوکر محترم مولانا صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری مدظلہ نے ''اہل تصوف کا تصور جہاد'' کے موضوع پر قلم اٹھایا اور ''جہاد'' پر ڈالے گئے گرد وغبار کو صاف فرمایا۔ اس اہم اور عظیم مقالہ پر ان کی خدمت میں ہدیہ تبریک پیش کیا جاتا ہے اور یہ دعا بھی کہ اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ۔ فاضل مصنف نے مقالہ کو قرآنی آیات، احادیث پاک اور صوفیائے کرام کے ملفوظات و ارشادات سے مزیّن فرما کر قاری کیلئے ایمان افروز بنا دیا ہے۔ ابتداء میں تصوف کی حقیقت اور تعریف کو زیر قلم لایا گیا ہے۔ تصوف کی لغوی، نحوی، صرفی اور اصطلاحی معانی کیلئے مشاہیر صوفیائے کرام کے ارشادات کا سہارا لیا گیا ہے، آسمانِ تصوف کے ان روشن ستاروں میں شامل چند نام ملاحظہ فرمائیے:

(۱) امام الصوفیہ حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(۲) حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(۳) حضرت غوث الاعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ
(۴) حضرت سیدنا داتا گنج بخش علی ہجویری لاہوری رضی اللہ عنہ
(۵) حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۶) حضرت حجۃ الاسلام امام غزالی علیہ الرحمۃ
(۷) حضرت شیخ ابونصر سراج علیہ الرحمۃ
(۸) حضرت ابوبکر الکتانی علیہ الرحمۃ
(۹) حضرت ابومحمد الجریری علیہ الرحمۃ
(۱۰) حضرت ابوعبداللہ محمد بن خفیف علیہ الرحمۃ
(۱۱) حضرت ابوالقاسم قشیری علیہ الرحمۃ
(۱۲) اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہٗ
(۱۳) حضرت پیر محمد کرم شاہ الازہری علیہ الرحمۃ
(۱۴) حضرت علامہ یوسف السید ہاشم الرفاعی مدظلہ العالی

ان کا سایہ اِک تجلّی ان کا نقشِ پا چراغ
وہ جدھر گزرے اُدھر ہی روشنی ہوتی گئی

''تصوف اسلامی کا مصدر...... قرآن کریم اور سنت نبویہ''
کے زیرِ عنوان فاضل مصنف نے آیاتِ بیّنات، احادیث شاہِ لولاک اور صوفیاء کرام کے ارشادات کی روشنی میں یہ حقیقت اظہر من الشّمس فرمادی کہ ''تصوف کی اصل ہر نبی کی شریعت میں رہی ہے''۔ اس ضمن میں آپ کا دامن ان حضرات القدس سے وابستہ نظر آتا ہے۔

(۱) مفسر قرآن حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(۲) حضرت خواجہ امام حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ،
(۳) حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ،
(۴) حضرت مالک بن دینار رضی اللہ تعالیٰ عنہ،
(۵) حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رضی اللہ تعالیٰ عنہ،
(۶) حضرت غوث الاعظم سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ،
(۷) حضرت یوسف السید ہاشم الرفاعی مدظلہ العالی

''تصوف کا عہد نبوی سے تسلسل تاریخی تناظر میں'' میں فاضل مقالہ نگار نے حقائق وشواھد کی روشنی میں جائزہ لیا ہے جو پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ آپ نے ثابت فرمایا ہے کہ ہر دور میں مسلمانوں میں جو جماعت کلمۂ حق اور جذبۂ ایثار وشہادت کے ساتھ سرگرم رہی وہ اہل تصوف کی جماعت ہے۔ آپ کا یہ دعویٰ حق و صداقت پر مبنی ہے اگر چہ آپ نے اس ضمن میں مقالہ میں کئی مثالیں دی ہیں تاہم چند مزید مثالیں دی جاتی ہیں:

۱............مشہور سپہ سالار مجاہد اسلام سلطان صلاح الدین ایوبی علیہ الرحمہ کو بچپن میں آپ کے والد گرامی آپ کو حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ کی خدمت میں لے گئے۔ حضرت نے آپ کی سر پر دستِ شفقت پھیرا اور دعا و بشارت دی کہ ان شاء اللہ اس کے ہاتھ سے بہت بڑی اسلامی فتوحات حاصل ہوں گی اور یوں اسلام کا فاتح اعظم بنے گا۔ (پیران پیراز پروفیسر فیاض کاوش)

۲............یہ حقیقت اظہر من الشّمس ہے کہ غازئ اسلام حضرت سلطان محمود غزنوی علیہ الرحمۃ سومنات کی بت شکنی میں دیر ہونے پر حضرت ابوالحسن خرقانی علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے تو آپ نے دعا فرمائی اور اپنا کرتہ عنایت فرمایا کہ یہ کرتا ہاتھ میں پکڑ کر اللہ سے دعا کرنا، اللہ تعالیٰ تمہیں فتح سے ہمکنار کرے گا۔
(سیارۂ ڈائجسٹ اولیائے کرام نمبر، جلد دوم)

۳............نواب حیدر علی علیہ الرحمۃ کی جب کوئی اولاد نہ ہوئی تو وہ مشہور بزرگ ٹیپو مستان ولی علیہ الرحمہ کے مزار پر حاضر ہوئے اور دعا مانگی، ان کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ نے انہیں بلند اقبال فرزند عطا فرمایا۔ چنانچہ اس فرزند کا نام انہی حضرت ٹیپو مستان ولی علیہ الرحمہ کی نسبت سے ''ٹیپو سلطان'' رکھا گیا، حضرت ٹیپو سلطان علیہ الرحمہ اپنے ہر خط کے آغاز میں ''اللہ کافی'' اور ''نبی مالک'' لکھتے تھے۔

۴............ یہ حقیقت بھی تاریخ کا حصہ ہے کہ حضرت شہاب الدین غوری علیہ الرحمۃ کو حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری علیہ الرحمۃ کی دعا و تصرف سے پرتھوی راج پر فتح نصیب ہوئی۔

(ہند کے راجہ، از علامہ مشتاق احمد نظامی)

الحاصل غازیان اسلام، شہیدان اسلام ہمیشہ اہل تصوف سے وابستہ رہے ہیں، اسی لئے کامیابی و کامرانی ان کے قدم چومتی رہی۔

فاضل مقالہ نگار سلسلہ کلام کو سمیٹتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

''آج دنیا میں مسلمان کا جنگ، خونریزی، دہشت گردی کے حوالوں سے تعارف کرایا جارہا ہے، حالانکہ سید عالم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی سیرت مبارکہ اور خلفائے راشدین کا کردار اس حقیقت پر گواہ ہے کہ انہوں نے اس وقت تلوار اٹھائی جب ان پر حملہ کیا گیا یا حملہ کی دھمکی دی گئی''۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ اسلام امن عالم کا علمبردار ہے۔ دہشت گردی اور غارت گری سے اس کا دور کا بھی واسطہ نہیں لیکن آج جس پرفریب انداز میں ''جہاد'' کو دہشت گردی سے تعبیر کیا جارہا ہے، ضرورت تھی کہ اس موضوع پر قلم اٹھا کر جہاد بالقلم کی سعادت حاصل کی جائے۔ محترم سید وجاھت رسول قادری مدظلہ نے انہاک، توجہ اور اخلاص کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس موضوع کا انتخاب فرمایا اور پھر جو لکھا تو خوب لکھا اور لکھنے کا حق ادا کردیا۔ محترم الحاج محمد مقبول احمد قادری ضیائی مدظلہ نے حسن لگن اور محبت سے اسے رضا اکیڈمی، لاہور کی جانب سے کتابی صورت میں شائع کرنے عام کیا۔ کتاب ۸۸؍ صفحات پر مشتمل ہے اور مفت تقسیم کی گئی ہے۔ اس پر دونوں مبارک باد کے مستحق ہیں۔

ابتداء میں محترم مولانا محمد منشا تابش قصوری مدظلہ نے ''اسلامی تصوف و تاریخ'' کے عنوان کے مقالہ کا خلاصہ پیش کردیا ہے۔ اس کا انداز بھی عالمانہ اور عارفانہ نظر آتا ہے۔ یہ بھی مبارک باد کے مستحق ہیں۔ اللہ کریم اپنے محبوب ﷺ کے طفیل ان تمام محسنین کو دنیا و آخرت میں کامیابی عطا فرمائے۔ آمین

☆☆☆

''حدیث نور'' کے ماخذ

مصنف عبدالرزاق کے مخطوطہ کی بازیابی

الحمدللہ رب العالمین حال ہی میں اہلسنّت کے نامور عالم دین اور محقق حضرت علامہ محمد عباس رضوی اور فضیلۃ الشیخ عیسیٰ مانع حفظہما اللہ (سابق وزیر اوقاف، دبئی) کی جستجو سے مصنف عبدالرزاق کا مخطوطہ افغانستان سے دستیاب ہوا ہے، جس میں تخلیق نور محمدی پر مستقل باب موجود ہے اور اس میں حدیث جابر کم و بیش پانچ سندوں کے ساتھ درج ہے۔ اس سلسلے میں علامہ رضوی صاحب سے بذریعہ فون تفصیلی بات ہوئی ہے، انہوں نے مخطوطہ کے متعلقہ صفحات کا عکس فراہم کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ موصول ہونے پر ''نورالحبیب'' میں اسے شائع کردیا جائے گا۔ ان شاءاللہ

کیا ہی اچھا ہو کہ کوئی اشاعتی ادارہ اس مخطوطہ کی شایان شان اشاعت کا اہتمام کردے۔

(مرسلہ: صاحبزادہ محب اللہ نوری، مدیر اعلیٰ ماہنامہ ''نورالحبیب'')

طلباء کا معارف

تاریخ ولادۃ الوجیہ

''معزز بچے کی تاریخ ولادت''

۱ ۳ ھ ۱ ۲

﴿حضرت سید ابراھیم میاں صاحب مارہروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فرزند ارجمند کی پیدائش پر امام احمد رضا قدس سرہٗ العزیز کا نتیجہ فکر﴾

نتیجہ فکر: امام احمد رضا قدس سرہٗ العزیز

ترجمہ وتشریح: محمد عبدالحکیم شرف قادری مدظلہ

(۱) درس می گفتم بہ منطق منطقم معنیٰ کشا
طالبان چوں ذہن حاضر، ذہن چوں معنیٰ رسا

﴿ترجمہ﴾ میں علم منطق کا سبق پڑھا رہا تھا، میری گفتگو مطلب کو بے نقاب کر رہی تھی، طالب علموں کا ذہن حاضر تھا اور میرا ذہن مطلب تک پہنچنے والا تھا۔

﴿شرح﴾ اس شعر میں لفظ منطق دو دفعہ آیا ہے، پہلی مرتبہ منطق سے مراد علمِ منطق ہے اور دوسری دفعہ منطق سے مراد گفتگو ہے۔

(۲) بود ذکرِ وضعِ ج ب، رمزِ عامِ وضع وحمل
ج ہمی گفت آمد و ب آنکہ با خیرو بہا

﴿ترجمہ﴾ ج ب کی وضع کا ذکر تھا کہ وضع وحمل کا عام اشارہ ہے۔ ج کہتا تھا کہ وہ آ گیا ہے اور ب نے کہا کہ آنے والا خیر خوبی کے ساتھ آ گیا۔

﴿شرح﴾ منطقیوں نے مختلف قضایا حملیہ کی مثال دینے کیلئے ایک مختصر قضیہ تیار کیا ہے اور وہ ہے ج ب۔ ج سے مراد موضوع ہے اس جگہ کسی بھی موضوع کو رکھا جا سکتا ہے۔ ب سے مراد محمول ہے خواہ کوئی بھی محمول ہو۔ چونکہ منطقی گفتگو کا ذکر ہو رہا ہے اس لئے وضع اور حمل کا قریبی معنی ہوگا موضوع اور محمول ہونا اور وضع کا بعید معنی ہوگا، بچے کا جننا اور حمل کا بعید معنی ہوگا عورت کا امید سے ہونا، سننے والا کا ذہن قریب معنی کی طرف جائے گا، جبکہ متکلم کی مراد بعید معنی ہے اسے صنعت ایہام کہتے ہیں۔

(۳) می زدم فالِ فرح از منطق ایں ہر دو حرف
کامدم از بلگرامی ایں مژدۂ فرحت فزا

﴿ترجمہ﴾ میں ان دو حرفوں کی گفتگو سے خوشی کی فال لے رہا تھا کہ اچانک بلگرام سے یہ فرحت افزا خوشخبری آئی۔

(۴) کاقترانی، شکل جانی منتج مطلوب شد
آمد آں مقصود ج باخیر آں محمودِ با

﴿ترجمہ﴾ کہ شکل جانی اقترانی نے مطلوب کا نتیجہ فراہم کر دیا ہے، وہ ج کا مقصود آ گیا اور ب کا محمود خیر کے ساتھ جلوہ گر ہو گیا۔

﴿شرح﴾ قیاسِ اقترانی منطق کی اصطلاح میں وہ قیاس ہے جس کا نتیجہ یا نقیض نتیجہ قیاس میں بالفعل (یکجا) مذکور نہ ہو، اسی طرح منطق کی اصطلاح میں شکل صغریٰ وکبریٰ کی اس مجموعی کیفیت کو کہتے ہیں جو انہیں حد اوسط کی تکرار کے اعتبار سے لاحق ہو، لیکن امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ ان کا لغوی معنی مراد لے رہے ہیں۔ خلاصہ یہ کہ بلگرام سے یہ خوشخبری آئی کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سید ابراھیم میاں

مارہروی کو فرزند ارجمند عطا فرمایا ہے، جیسے کہ آئندہ شعر میں یہ بات صراحت کے ساتھ آرہی ہے۔

(۵) حق بہ ابراھیم نورِ عین و سعدِ قلب داد
موصلِ تصدیق ایما نش کند فضلِ خدا

﴿ترجمہ﴾ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم مارَہروی (راء پر زبر، باء ساکن اس کے بعد پھر راء پر فتح) کو آنکھ کا نور اور دل کا سرور عطا فرمایا ہے، اللہ تعالیٰ کا فضل ان کے ایمان کو تصدیق تک پہنچانے والا بنائے (یعنی ان کے ایمان کو دوسروں کیلئے حصول تصدیق کا ذریعہ بنائے)۔

(۶) قولِ شارع را الٰہی قولِ او شارح بکن
دینِ بارع را خدا یا فعلِ او حُجت نما

﴿ترجمہ﴾ اے اللہ! ان کے قول کو حضرت شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمان کا شارح بنا اور اے خدا! دین عظیم کے لئے ان کے فعل کو حجّت بنا (یعنی ان کا ہر فعل دینِ متین کے مطابق بنا)

﴿شرح﴾ منطق کی اصطلاح میں قولِ شارح اس معلوم تصوری کو کہتے ہیں جو مجہول تصوری تک پہنچنے تک کا ذریعہ بنے اور حجّت اس معلوم تصدیقی کو کہتے ہیں جو مجہول تصدیقی تک پہنچنے کا وسیلہ بنے، لیکن امام احمد رضا بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے قولِ شارح اور حجّت کو لغوی معنی میں استعمال کیا ہے۔

(۷) منطقیے گفت تاریخش بگو گفتم بجاں
از ہمیں ج ب کہ خوانی سال می آید بجا

﴿ترجمہ﴾ ایک منطقی نے کہا کہ اس نومولود کی تاریخ پیدائش ارشاد فرمائیں، میں نے کہا میں دل و جان سے تیار ہوں، یہی ج ب جو آپ پڑھ رہے ہیں اسی سے سال پیدائش برآمد ہو رہا ہے۔

(۸) لیک عکسِ مستوی کن ، وفقِ وضع وطبع
حمل پیش از وضع باشد ب بود بالائے جا

﴿ترجمہ﴾ لیکن وضع اور طبع کے مطابق اس کا عکس مستوی نکالیں (یعنی ج جو موضوع تھا اسے محمول بنا دیں اور ب جو محمول تھا اسے موضوع بنا دیں) حمل وضع (پیدائش) سے پہلے ہوتا ہے اور ب اپنی جگہ پر آجائے گی۔

﴿شرح﴾ منطقی اصطلاح کے مطابق ج موضوع کی علامت اور باء محمول کی علامت ہے، امام احمد رضا اس جگہ بھی حمل اور وضع کو لغوی معنوں میں استعمال کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ب حمل کی علامت ہوتی ہے اور حمل پہلے ہوتا ہے اور ج وضع کی علامت ہے اور وضع (پیدائش) بعد میں ہوتی ہے، اب عبارت یوں ہوگی:

ب ج

(۹) نزدِ اکثر باالِف اِلف ست ج را ہمچو ب
لفظ را حکم بکن تا حرف گرد چار تا

﴿ترجمہ﴾ اکثر علماء کے نزدیک ب کی طرح ج کو بھی الف کیساتھ الفت ہے، لفظ کو حاکم بنائیں تاکہ چار حرف ہو جائیں (ب آ ج آ)

(۱۰) پس چہار آ حادرا اعداد ترتیبا نگار
ایں مراتب میرود تا الف و حاجت شد روا (۳)

﴿ترجمہ﴾ پھر چار حرفوں کی ترتیب وار ہندسوں میں لکھو یہ مراتب الف تک جائیں گے اور حاجت پوری ہو جائے گی۔

﴿شرح﴾ ب کے عدد دو ہیں ج کے تین اور الف کا ایک، جب ہم حرفوں کو (ب آ ج آ) کو اعداد میں تبدیل کریں گے تو یہ اعداد سامنے آئیں گے؛

(۱۳۱۲ھ) یہی سال پیدائش ہے۔

☆☆☆

کتبِ نو

﴿تبصرہ نگار: حکیم قاضی عابد جلالی﴾

حیات علامہ شبیر احمد عثمانی

مہد سے لے کر لحد تک علامہ شبیر احمد عثمانی کے سوانح زیر نظر کتاب میں فیض انبالوی اور شفیق صدیقی نے مرتب کیئے تھے۔ یہ کتاب پہلی بار علامہ صاحب کی وفات کے چند روز بعد دسمبر ۱۹۴۹ء میں شائع ہوئی تھی اور اب اس کا دوسرا ایڈیشن دسمبر ۲۰۰۲ء میں ظہور الدین خان صاحب امرتسری صاحب کی توجہ اور کاوش سے شائع ہوا ہے۔ اس ایڈیشن کی خاص اور قابل ذکر بات خود ظہور الدین خان صاحب کا طویل مقدمہ ہے۔ اصل کتاب تو صرف ۷۵ صفحات کو محیط ہے، جبکہ مقدمہ ۱۳۰ر صفحات پر پھیلا ہوا ہے۔ اس فاضلانہ اور محققانہ مقدمے میں سینکڑوں حوالوں کے ساتھ ظہور صاحب نے جمعیۃ العلماء ہند سے وابستہ علماء اور دوسرے نیشنلسٹ علماء کے متحدہ قومیت کے نظریئے کے خلاف ایسا مواد جمع کر دیا ہے اور ایسا بند باندھا ہے کہ اسے ''قاطع برہان'' کہا جا سکتا ہے۔ اس مقدمے کی موجودگی میں پانی اگر اب بھی نشیب میں نہیں گرتا تو اسے خواہ مخواہ کی ضد اور کٹ حجتی ہی کہا جائے گا۔ یہ حقیقت تاریخی طور پر واضح ہو جاتی ہے کہ پاکستان تحریک کو کامیاب کرانے میں اصل کردار علماء و عوام اہلسنّت (بریلوی مسلک) کا ہے۔ جناب مختار جاوید منہاس نے اپنے طویل ''دیباچے'' سے ''مقدمے'' کی توثیق مزید کر دی ہے۔ کتاب ''ادارۂ پاکستان شناسی''، ۳۵، رائل پارک، لاہور نے شائع کی ہے صفحات ۲۶۴، قیمت ۱۲۰ر ہے۔

مولانا عبدالحامد بدایونی......ملی وسیاسی خدمات

مرتب: سید نور محمد قادری (مرحوم)

نظر ثانی: ظہور الدین خاں امرتسری، قیمت: ۳۰ر روپے صرف

پبلشرز: ادارۂ پاکستان شناسی، ملتان روڈ، لاہور

مولانا عبدالحامد بدایونی (علیہ الرحمہ) تحریکِ آزادی کے ایک سالار تھے، وہ آل انڈیا مسلم لیگ کی مرکزی کونسل کے رکن اور مرکزی جمعیت العلمائے پاکستان کے صدر بھی رہے۔ مولانا بدایونی کا تحریکِ پاکستان میں شاندار کردار رہا جو تاریخ پاکستان کا ایک روشن باب ہے۔ ان کے کارناموں سے موجودہ اور آنے والی نسلوں کو باخبر رکھنا بڑا ضروری ہے۔ سید نور محمد قادری (مرحوم) نے یہ خدمت انجام دی اور اب اس مختصر کتاب پر ظہور الدین خاں امرتسری نے نظر ثانی اور اضافوں کے بعد اسے شائع کیا ہے۔ ان کی یہ خدمت قابلِ تحسین اور خیر مقدمی ہے اور حق پسند مورخین کیلئے دعوت اصلاح وخبر ہے۔

تحریکِ پاکستان کے ایک اور مجاہد مولانا عبدالستار خاں نیازی (مرحوم) کے خیال میں ''یہ کام مسلم لیگ کو کرنا چاہیے تھا کہ وہ اکابر تحریکِ پاکستان کے تاریخی کردار سے قوم کو آگاہ کرتی مگر ایسا نہیں ہو سکا جو قابل افسوس ہے''۔ مولانا بدایونی کی ملی اور سیاسی خدمات پر یہ پہلی تحقیقی کتاب ہے۔ توقع ہے کہ موجودہ اور آنے والی نسلیں اس سے استفادہ کریں گی۔ کتاب عمدگی سے طبع کی گئی ہے اور قیمت برائے نام رکھی گئی ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ اہلِ پاکستان اس سے استفادہ کر سکیں۔

معارف رضویات
(آپ کے خطوط کے آئینے میں)

دور و نزدیک سے

سید مقبول احمد نوری

(آفس سیکریٹری ''بزم برکاتیہ'' دارالعلوم احسن البرکات)

امام احمد رضا فاضلِ بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے مشہور نعتیہ دیوان ''حدائقِ بخشش'' کی تدوین کو سو سال مکمل ہو گئے ۱۴۲۵ھ جشن سو سالہ طور پر منایا جا رہا ہے۔ اس سلسلے میں بزمِ برکاتیہ دارالعلوم احسن البرکات کے زیرِ اہتمام ''دروازۂ بخشش'' کہ جس کے اعداد ''۱۴۲۵'' ہیں کے عنوان سے گزشتہ رات ابوحماد مفتی احمد میاں برکاتی صاحب کے زیرِ صدارت دارالعلوم احسن البرکات کی ساعت گاہ اولادِ رسول میں منعقد ہوئی۔ محفلِ نعت کی خصوصیت یہ تھی کہ اس میں صرف اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام پڑھا گیا اور تمام ثناخواں باشرع منتخب کیئے گئے تھے۔ حصول برکت کے لئے صدرِ محفل نے اعلیٰ حضرت کے مرشد زادے سید شاہ ابوالحسین احمد نوری کا عربی کلام پیش کیا۔ مفتی احمد میاں برکاتی مدظلہ نے اس موقعہ پر خطاب کرتے ہوئے کہا کہ امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کا کلام امام احمد رضا کی طرح، تمام کلاموں کا امام ہے جس میں امام اہلسنّت نے شاعری کی ہر صنف پر طبع آزمائی فرمائی ہے۔

محمد ضیاء المصطفیٰ قادری رضوی نوری

(سانگلہ ہل، ضلع شیخوپورہ)

اللہ تعالیٰ عزوجل کے فضل و کرم سے آپ کی طرف سے ارسال کردہ مسلسل چار ماہ سے ''ماہنامہ معارف رضا'' اعزازی طور پر وصول ہو رہا ہے۔ جن کو پڑھ کر حضور سرکار اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام اہلسنّت الشاہ احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ تاجدار بریلی کے متعلق کافی معلومات میں اضافہ ہوا۔ اس پر آشوب دور میں دین حق کا پرچم بلند کرنے والے رسائل میں ''ماہنامہ معارف رضا'' علمی تحقیقی معنوی اعتبار سے آسمان کی بلندیوں پر پرواز کرنے والا شاہین ہے۔ کاغذ کی کتابت مضامین کا انتخاب دیگر رسائل سے اعلیٰ منفرد ہے۔

خاص پہلو تعلیمات اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت کو عام کرنے میں اپنی مثال آپ ہے اس کام کا سہرا صاحبزادہ وجاہت رسول قادری صاحب کے سر ہے۔ بارگاہ رب العزت عزوجل میں دعا ہے کہ سرکار اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے وسیلہ سے صاحبزادہ صاحب کی مساعی جمیلہ کو اسے اہلسنّت کیلئے بار آور فرما کر انہیں قبول فرمائے اور برکات دارین عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

سلیم اللہ جندراں (ریسرچ اسکالر پنجاب یونیورسٹی، لاہور)

میں نے اکادمی ادبیات پاکستان کے وزٹ کی تو وہاں چیئر مین صاحب کے نام کانفرنس کیلئے پیغام کے حصول کا آپ کا لیٹریچر بھی دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ وہاں لائبریری میں سالانہ کانفرنس 2003ء کا مجلّہ Display میں پڑا تھا۔ پھر علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی مین لائبریری گیا وہاں بھی ڈسپلے میں Racks میں ''معارف رضا'' لگا ہوا تھا۔ ملک کی اہم جامعات اور اہم علمی مراکز میں ادارۂ تحقیقات کے ریگولر لٹریچر کی ترسیل آپ کی عظیم خدمت ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی جزا دے۔ آمین

مجھے اسلام آباد اپنے ایم اے (M.A (TEFL (Teaching of English as a foreign Langvage) کے تھیسس کی چار مجلّد کاپیاں جمع کرانے کیلئے آنا پڑا تھا، میرے اس مقالہ کا عنوان "Hamd and Na't Material for English Class one to ten , A Case Study" تھا۔ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کے شعبہ انگریزی نے اسے ایم اے TEFL کی ڈگری کیلئے منظور کیا ہے اور ڈگری کی سفارش کر دی ہے۔

خوشخبری......خوشخبری......خوشخبری......!!!

﴿مرکز اہلسنّت برکات رضا پور بندر کی عظیم پیشکش﴾

عالم اسلام بالخصوص عالم عرب میں امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ سے متعلق نجدیوں، وہابیوں نے جو ہرزہ سرائیاں کی ہیں اس کا دنداں شکن جواب دینے کیلئے ''مرکز اہلسنّت برکات رضا، پور بندر'' نے مکمل پروگرام کے تحت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ کے چند اہم رسائل کا ترجمہ عربی میں کیا ہے، تاکہ اہلِ عرب بذات خود مؤلف کے افکار ونظریات سے واقف ہوسکیں۔

''سلسلہ من الدراسات الحدیثیۃ'' کے عنوان سے مولانا منظر الاسلام، فاضل جامعۃ الازہر الشریف کے جدید اسلوب میں تحقیق وتعلیق اور تخریج کے ساتھ عنقریب درج ذیل رسائل مرکز سے چھپ کر منظر عام پر آرہے ہیں۔

سلسلہ ۱	منیر العین فی حکم تقبیل الابهامین	(۱۳۲۳ھ)	(ترجمہ، تحقیق، تعلیق اور تخریج)
سلسلہ ۲	حاجز البحرین الواقی عن جمع الصلاتین	(۱۳۱۳ھ)	(ترجمہ، تحقیق، تعلیق اور تخریج)
سلسلہ ۳	حیاة الموات فی بیان سماع الاموات	(۱۳۰۵ھ)	(ترجمہ، تحقیق، تعلیق اور تخریج)
سلسلہ ۴	حواشی التعقبات علی الموضوعات		(ترجمہ، تحقیق، تعلیق اور تخریج)
سلسلہ ۵	حواشی فتح المغیث شرح الفیة الحدیث		(ترجمہ، تحقیق، تعلیق اور تخریج)

''سلسلہ من الدراسات الفقهیة'' کے عنوان سے درج ذیل رسائل منظر عام پر آرہے ہیں۔

سلسلہ ۱	اجلی الاعلام ان الفتوی مطلقاعلی قول الامام	(۱۳۳۴ھ)	(تحقیق، تعلیق اور تخریج)
سلسلہ ۲	الجود الحلوفی ارکان الوضوء	(۱۳۲۴ھ)	(ترجمہ، تحقیق، تعلیق اور تخریج)
سلسلہ ۳	الطراز المعلم فیما هو حدث من احوال الدم	(۱۳۲۴ھ)	(ترجمہ، تحقیق، تعلیق اور تخریج)
سلسلہ ۴	نبه القوم ان الوضوء من ای نوم	(۱۳۲۵ھ)	(ترجمہ، تحقیق، تعلیق اور تخریج)
سلسلہ ۵	بارق النور فی مقادیر ماء الطهور	(۱۳۲۷ھ)	(ترجمہ، تحقیق، تعلیق اور تخریج)
سلسلہ ۶	برکات السماء فی حکم اسراف الماء	(۱۳۲۷ھ)	(ترجمہ، تحقیق، تعلیق اور تخریج)
سلسلہ ۷	ارتفاع الحجب عن وجوه قراءة الجنب	(۱۳۲۸ھ)	(ترجمہ، تحقیق، تعلیق اور تخریج)

ان کے علاوہ مرکز نے پورے ''فتاویٰ رضویہ'' کی بارہ ضخیم جلدوں کو جدید عربی ترجمہ میں منتقل کرنے کا بھی بیڑا اٹھالیا ہے۔ اس کیلئے عالم عرب کی قدیم ترین مشہور یونیورسٹی، جامعۃ الازہر کے باوقار اسکالرز کی خدمات حاصل کی جارہی ہیں۔ عنقریب فتاویٰ رضویہ کا مکمل عربی سیٹ آپ کے ہاتھوں کی زینت بنے گا۔

المشتہر: (علامہ) عبدالستار حبیب ہمدانی ''مصروف'' برکاتی نوری

بانی وڈائریکٹر: مرکز اہلسنّت برکات رضا، امام احمد رضا روڈ، پور بندر، گجرات۔ Ph:0091-286-2220886, Mobile: 9824277786, 9879377786

نوٹ: برصغیر پاک وہند بنگلہ دیش، قاھرہ، بغداد شریف، دمشق وغیرہ میں جن اداروں یا افراد نے امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کی تصانیف کی تعریب کا کام ان کی عربی تصانیف کی اشاعت کا کام شروع کررکھا ہے ان سے درخواست ہے کہ وہ بھی اسی طرح سے معارف رضا اور دیگر سنی جرائد میں اپنا اشتہار دیں تاکہ ایک دوسرے کے کام سے آگاہی کے ساتھ ساتھ ایک ہی عنوان پر دوہری محنت اور وسائل کے ضیاع سے بچا جاسکے (مدیر)۔